

تذکرہ سید عیوب عظیم  
رحمۃ اللہ علیہ  
کوہرہ

تص  
329



— ناشرہ —  
ڈپلوما لاہور

658

Click

تذکرہ

سید عیوب اعظم  
رحمۃ اللہ علیہ

علاء الدین محمد بن عیوب

نوری بک ڈیپو

بازار دام صاحب، لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نعت شیخ طریقت الحاج سید محمد معصوم شاہ صاحب جیلانی قادری نوری  
نصیبیان کریم حضرت والا مزین  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نوریہ چک ساہیو شریف گجرات

۱۹۶۳ء

۱۱۰۰

سیرت زین العابدین اعظم  
علامہ نور بخش توکل ایملی

نوری بک ڈپو لاہور

سال طباعت

53368

بار سوم

نام کتاب

نام مصنف

مطبع

ناشر

قیمت

یکے از مطبوعات

نوری بک ڈپو لاہور

دفتر

معصوم منزل قادری سٹریٹ  
نوری مسجد اسلام گنج لاہور

محل فروخت

بازار داتا صاحب لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَخَافُ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

سیرت

سَيِّدُنَا غَوْثِ اعْظَمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

جس میں

حضور غوث پاک قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

صحیح اور مستند حالات

آپ کی پیدائش و نسب شریف - تربیت و تعلیم - سلوک و مجاہدہ

و عظمت و تدریس و افتاء - محاسن اخلاق اور کرامات و ارشادات وغیرہ

مستند کتابوں سے بزبان اردو بیان ہو گئے ہیں

منے کا پتہ

نوری بک ڈپو بالمقابل دربار و آتا صاحب لاہور

# فہرست

نمبر شمار	عنوانات	نمبر صفحہ
۱	مصنف کے حالات	
۲	تعارف	
۳	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی پیدائش اور نسب شریف	
۴	" " " " تربیت و تعلیم	
۵	" " " " کا سلوک اور مجاہدہ	
۶	بشارات و اقوال مشائخ	
۷	وعظ و تدریس و افتاء	
۸	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا احترام	
۹	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے محاسن اخلاق، زہد و تقویٰ	
۱۰	مشائخ و علمائے کرام	
۱۱	حسن معاشرت و تواضع	
۱۲	صبر و عفو و حیا	
۱۳	خوف و عبادت	
۱۴	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت و کمالات	
۱۵	مردوں کا زندہ کرنا	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	بیماریوں کا دور کرنا	۱۶
	بے موسم سبب کا غیب سے آنا	۱۷
	عصا کا نور ہو جانا۔ بارش کا تھم جانا اور آب و جلہ کا ہٹ جانا	۱۸-۱۹
	بارش کا تھم جانا۔ آناج میں برکت	۲۰
	دعا کا قبول ہونا	۲۱
	مغیبات پر مطلع ہونا	۲۲
	قضاے حاجات	۲۳
	دور و راز فاصلے سے مدد کرنا	۲۴
	وفات شریف	۲۵
	تصنیفات و ارشادات	۲۶
	۱۔ بنائے تصوف۔	۲۷
	ب۔ ترتیب اشغال	
	ج۔ اسم اعظم	
	د۔ نبوت و ولایت	
	۴۔ قلب کے خطرات	
	و۔ عمل و نیت	
	۶۔ شعر غوث اعظم	

# حضرت مولانا نور بخش توکل علیہ السلام کے مختصر حالات زندگی

از علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے

آپ موضع چک قاضیاں ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد جہاں خیلان شریف کے ارادت مند تھے۔ بدیں وجہ مولانا کو بچپن سے بزرگان دین کی ارادت و عقیدت کی دولت ملی۔ اپنے سکول میں اپنی خدا وادوات، محنت اور شریف النفسی کی وجہ سے مقبول تھے۔ اساتذہ شفقت فرماتے، ہم سبق احترام کرتے۔ اور قصبہ کے معززین ناصیہ بخت سے آثار کمال کی جھلک پاتے تھے۔

مقامی مدارس میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ اور وہاں سے ایم۔ اے عربی کی امتیازی ڈگری حاصل کی۔ آپ ۱۸۹۷ء میں ہندو محمدن سکول اقبالہ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ اقبالہ میں ان دنوں حضرت سائیں توکل شاہ اقبالوی رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کی تعلیم کا مرکز تھے مولانا نے حضرت شاہ صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اس نسبت سے آپ توکل کہلائے۔  
مولانا توکل جب حضرت توکل شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنے

تو کل صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کس حلقہ طریقت سے وابستہ ہیں  
آپ نے جب یہ بتایا کہ حضرت جہاں خیداں شریف کے عقیدت مند ہیں۔ تو شاہ  
صاحب نے فرمایا۔

”آ جاؤ! پھر تو یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔“

اس طرح انوار و فیضان کے دروازے کھل گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ میونسپل بورڈ کا لچ امرتسر میں پروفیسر مقرر ہوئے  
ان دنوں اہل سنت کے مشہور فاضل بزرگ مولانا مفتی غلام رسول قاسمی کشمیری  
امرتسری (المتوفی ۱۹۲۳ء) جوفقہ، حدیث، تفسیر اور معقولات پڑھانے میں مشہور  
زمانہ ہو چکے تھے۔ آپ نے بھی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ کے سامنے  
زائوے تلمذتہ کیا۔ اور علوم دینیہ کی تکمیل کر کے فاضل اہل بن کر آسمان علم پر  
آفتاب و ماہتاب بن چکے۔

مولانا تو کلی نے حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ  
نقشبندیہ کا فیض اور خلافت کا ثروت حاصل کیا۔ حضرت توکل شاہ کے وصال  
کے بعد مولانا مولوی مشتاق احمد محدث انبھیوی ثم لدھیانوی سے فیوض سلسلہ  
صابریہ سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت مولانا مشتاق احمد جیل القدر عالم دین اور  
مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے، شیخ طریقت بھی تھے۔ آپ کی  
وجہ سے سلسلہ صابریہ کے علمی و روحانی کمالات مخلوق خدا تک بڑی عمدگی سے

پہنچے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ لاہور آئے۔ اور ایک عرصہ تک ”انجمن نعمانیہ“ کے



دارالعلوم میں اعزازی ناظم تعلیمات رہے، اور ماہوار رسالہ انجمن نعمانیہ کو ایک عرصہ تک ایڈٹ کرتے رہے۔ اسی دوران میں آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس ملازمت کے دوران آپ ہمیشہ دینی اور مجلسی زندگی میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔ اہل سنت کے مشاہیر آپ سے ہر دینی اور علمی کام میں مشورہ لیتے۔ ہر دینی جلسہ میں آپ کی تقاریر ہوتیں تھیں۔ آپ نے اپنی دینی تبلیغ سے عوام الناس کے اذعان و فکر کو اسلامی رنگ بخشا۔

آپ نے دینی تدریس کے ذوق و اہمیت کے پیش نظر اپنے پیر و مرشد کے نام پر ریٹائرڈ ہونے کے بعد چک قاضیاں میں "مدرسہ اسلامیہ توکلینہ" کی بنیاد رکھی۔ جس سے بہت سے طلبا فیضیاب ہوئے۔

آپ کی دینی خدمات سے ایک نہایت اہم خدمت یہ ہے۔ کہ آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں "بارہ وفات" کی غلط العوامی اصطلاح کو "عید میلاد النبیؐ" کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی۔ اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے۔ کہ گورنمنٹ سے اس مقدس دن کی تعطیل عام منظور کروائی۔ آج یہی تعطیل خدا کے فضل سے اسلامیان پاکستان کی ایک اہم تقریب میں تبدیل ہو گئی ہے علامہ توکل کی مخلصانہ عقیدت نے جس دن کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے کوششیں کیں وہ دن آج جشن عید میلاد کے نظاروں ملک کے مسلمانوں کی مقدس تقریب بن گیا ہے۔

---

## مولانا توکل کی تصانیف

مولانا تصنیف و تالیف کی اہمیت سے بھی خائب واقف تھے۔ چنانچہ آپ کے قلم گوہر بارے سے بہت سی تصانیف علمی و نیا میں شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ مندرجہ ذیل تصانیف میں سے بعض ہمیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔

- |   |   |
|---|---|
| (۱۳) مولود بزرگ کی اردو شرح                     | ۱- سیرت رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)  |
| (۱۴) سیرت حضرت غوث الاعظم                       | ۲- عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) |
| (۱۵) عقائد اہل سنت                              | ۳- معجزات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)    |
| (۱۶) شرح ہدیہ یوسفیہ                            | ۴- اعجاز القرآن                         |
| (۱۷) اقوال الصحیحہ فی جواب الحجرج علی ابی حنیفہ | ۵- شرح قصیدہ بروہ (اردو)                |
| (۱۸) کتاب البرزخ                                | ۶- شرح قصیدہ بروہ (عربی)                |
| (۱۹) مقدمہ تفسیر القرآن (زیر طبع)               | ۷- تذکرہ مشائخ نقشبند                   |
| (۲۰) تفسیر سورہ فاتحہ و بقرہ                    | ۸- حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم        |
| (۲۱) امام بخاری، شافعی                          | ۹- غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم       |
| (۲۲) ترجمہ تحقیق المحرم فی منع القراۃ           | ۱۰- سیرت غوث اعظم                       |
| خلف الامام                                      | ۱۱- تحفہ شعیبہ (دو حصے) جو رد شعیبہ میں |
| (۲۳) ترجمہ اردو الرسالۃ الجلیلہ                 | لا جواب کتاب ہے۔                        |
| (۲۴) افضل المقال فی رد علی الرافضی الضلال       |   |

۱۲ رسالہ نور

نوٹ:- یہ دونوں کتابیں آپ کے استاد مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کی تصانیف ہیں۔ آپ نے صرف ترجمہ کیا

آپ کی تصانیف میں سے سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تاج کمپنی لاہور نے بڑی خوبصورت چھاپی ہے اور مقبول خاص و عام ہو چکی ہے۔ آپ کے ایک عزیز چوہدری محمد سلیمان ایڈوکیٹ لاہور نے اپنے ایک مضمون میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مولانا الحاج عبد الحمید ایبھانوری نے خراب میں آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد آپ کو باغ میں سنہری تخت پر بیٹھے دیکھا۔ تو دریافت کیا۔ کہ اس اعزاز کی کیا وجہ ہے؟ مولانا تو کلی صاحب نے جواب دیا۔ میرے اللہ کو میری کتاب "سیرت رسول عربی" پسند آگئی اور مجھے یہ انعام ملا ہے۔

مندرجہ بالا تصانیف کے علاوہ آپ کے لاتعداد علمی اور اعتقادی مضامین انجمن نعمانیہ کے رسالہ اور اخبار الفقہ امرتسری میں شائع ہوئے۔ آپ کے مضامین اہل علم کی روحانی غذا تھے۔ آپ نے اپنی ساری تصانیف کی آمدنی انجمن نعمانیہ کے دینی مفادات کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ مولانا تو کلی عالم دین ہونیکے علاوہ بڑے بلند پایہ صوفی اور ولی کامل بھی تھے۔ صاحب کمالات ظاہریہ باطنیہ ہونیکے باوجود نہایت سادہ مزاج انسان تھے۔ دیکھنے والے یہ معلوم نہ کر سکتے تھے کہ یہ سادہ لباس انسان اتنا بڑا عالم دین، شیخ طریقت اور پروفیسر ہے۔ علماء و مشائخ وقت آپ کا بے حد احترام کرتے۔ آپ خود بھی اہل علم سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ علامہ اصغر علی روحی مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں۔ حضرت پیر عبدالغفار شاہ حضرت پیر جماعت علیشاہ علی پوری، حضرت مفتی غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسری۔ حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری رحمہم اللہ سے آپ کے گہرے مراسم تھے اور یہ سارے بزرگان اہل سنت آپ کی قابلیت اور فضیلت کے معترف تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاکھپور میں قیام پذیر ہو گئے اور یہاں بھی سلسلہ  
تصنیف کو جاری رکھا۔ زندگی کے آخری ایام میں قرآن پاک کی تفسیر کے تقریباً ۱۰۰ صفحات  
لکھ چکے تھے کہ ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ اپنے مکان کی سیڑھی سے پھسل کر زخمی  
ہو گئے۔ اور اسی صدمے کے باعث واصل بحق ہو گئے۔ آپ کی وصیت کے  
مطابق آپ کو نور شاہ ولی رحمۃ اللہ کے مزار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔  
چوہدری محمد سلیمان بی اے، ایل ایل، بی لاکھپور نے آپ کا خوبصورت مقبرہ  
تعمیر کرا کے زائرین کے لئے بڑی سہولت پیدا کر دی ہے۔

---

اقبال احمد فاروقی ایم اے لاہور

# فہرست کتب عربی

در بیان مناقب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ

نام کتاب	نام مصنف و کیفیت
۱- انوار الناظر فی معرفتہ اخبار شیخ عبدالقادر	ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ التیمی البکری الصدیقی البغدادی منقح عراق، جنہوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے خرقة لیا اور علم حاصل کیا۔ صاحب بہجت الاسرار نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے (بہجت الاسرار مطبوعہ مصر ص ۱۱۰) شیخ ابوبکر عبداللہ کی طرح حضرت غوث اعظم رح کے شاگردوں میں سے قاضی ابوالقاسم بن درباس نے حضور کی کرامتیں لکھی ہیں (بہجت الاسرار ص ۱۱۰) حافظ ابو منصور عبداللہ البغدادی اور ابوالفرج عبدالمحسن حسین بن محمد البصری نے آپ کے مناقب لکھے ہیں (بہجت الاسرار ص ۱۱۳)
۲- بہجت الاسرار معدن الابرار فی بعض مناقب الشیخ عبدالقادر حیلانی	نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنونی (متوفی ۳۱۳ھ) شیخ شطنونی نے یہ کتاب قریباً ۶۶۰ھ میں لکھی تھی (کشف الظنون تحت بہجت الاسرار) مصنف کو

نام مصنف و کیفیت	نام کتاب
علم نحو کے علاوہ علم تفسیر اور قرأت میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اور قاہرہ میں جامع ازہر میں قرأت کے اُستاد تھے (دیکھو حسن المحاضرہ اور بغیۃ الوعاة للسیرطی) شطنوف بفتح الشین و تشدید الطاء و فتح النون، مصر میں ایک شہر کا نام ہے، جو قاہرہ سے ایک دن کی راہ ہے (معجم البلدان لیاقوت الحموی) قطب الدین موسیٰ بن محمد المومنی الحنبلی (متوفی ۷۲۶ھ) مصنف نے اس میں لکھا ہے کہ جب میں نے کتاب مرآة الزمان فی تاریخ الایمان تصنیف سبط ابن الجوزی متوفی ۶۵۴ھ کا اختصار کیا، تو اس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بہت مختصر پایا۔ اس لئے میں نے یہ مستقل کتاب آپ کے مناقب میں لکھی، جس کے مضامین کسی کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ (کشف الظنون)	۳) مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانی
امام عبداللہ بن اسعد البیہقی الشافعی (متوفی ۲۶۸ھ) مصنف کو صوفیائے کرام کے حالات سے نہایت دلچسپی تھی اور خود بھی بڑے بزرگ تھے۔	۴) اسنی المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر
امام عبداللہ بن اسعد البیہقی (متوفی ۲۶۸ھ) یہ کتاب بظہر اسنی المفاخر کا خلاصہ ہے۔	۵) خلاصۃ المفاخر فی اخبار الشیخ عبدالقادر

نام مصنف و کیفیت	نام کتاب
سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن الملقن الشافعی (متوفی ۳۸۵ھ) فقہائے مصر میں سے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے شرح بخاری۔ شرح عمدہ۔ شرح منہاج۔ شرح تہذیب۔ شرح جاوی۔ بیضاوی اور اشباہ و نظائر وغیرہ ہیں۔ حسن المحاضرہ جز اول ص ۲۶	۶۔ در البحر الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر
مجدالدین ابوالطاهر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الشیرازی الفیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) مصنف مشہور و معروف علما لغت میں سے ہیں۔ لغت میں "قاموس" آپ ہی کی تصنیف ہے۔	۷۔ روضۃ الناظر فی ترجمہ الشیخ عبدالقادر
ابوالعباس احمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) مواہب لدنیہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ شیخ محمد بن یحییٰ التادوی الحنبلی (متوفی ۹۶۳ھ) مصنف نے اس کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب میں نے کتاب معتبر فی انباء من غیر تصنیف قاضی القضاة مجیر الدین عبدالرحمن القدسی الحنبلی کا مطالعہ کیا۔ تو اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بہت مختصر پایا۔ اس لئے میں نے دیگر کتب کی مدد سے آپ کے حالات میں یہ جامع کتاب لکھی۔	۸۔ الروض النطاہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر۔ قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر

نام مصنف و کیفیت	نام کتاب
ملا علی بن سلطان محمد القاری المحضی الملکی (۱۰۱۴ھ) مصنف حنفیہ کرام میں سے صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی سب سے بڑی شرح مسنی بہ مرقات آپ ہی کے قلم سے ہے۔	۱۰۔ نزہۃ الخاطر القائر فی ترجمہ الشیخ عبدالقادر





## رباعی

در منقبت سیدنا و مولانا حضرت شیخ عبدالقادر جیدانی غوث صمدانیؒ

نتیجہ فکر

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی

نامدز سلفِ عدیل عبدالقادرؒ

ناید بخلفِ بدیل عبدالقادرؒ

مثلش گرازاہلِ قریب جوئی گویؒ

عبدالقادرؒ مثلِ عب القادرؒ



# تعارف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ عَلَيَّ أَوْلِيَاءَ مِنْ خَلْقِ أُنْعَامِهِ وَ  
أَخْتَصَّهُمْ بِمُحَبَّتِهِ وَفَتَحَ لَهُمْ أَبْوَابَ حَضْرَتِهِمْ وَتَوَسَّرَ بِصَائِرِهِمْ  
بِقَضِيلِهِ وَظَهَّرَ سَرَائِرَهُمْ وَأَطْلَعَهُمْ عَلَى أَسْرَارِهِ - أَحْمَدُ وَ  
أَشْكُرُهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ  
سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ - اللَّهُمَّ فَصِّلْ وَسَلِّمْ  
بَارِكْ عَلَيَّ وَعَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِمْ وَصَحْبِهِمْ  
أَجْمَعِينَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذِّكْرُ وَغَفَلَ عَن ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ -

اما بعد - فقیر تو کلی بر درانِ اسلام کی خدمت میں عرض پر واز ہے۔ کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم ہر مسلمان پر ہر طرح واجب ہے۔ منجملہ وجوہ  
توقیر ایک یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار  
کی تعظیم و حرمت اور ان کے حقوق و آداب کی رعایت کی جائے۔ اس لئے  
میرے دل میں آیا کہ اولیائے اہل بیت میں سے حضرت قطب الاقطاب  
غوث الثقلین سیدنا شیخ میراں محی الدین عبد القادر جیلانی  
رضی اللہ عنہ کے حالات اردو زبان میں لکھے جائیں تاکہ ناظرین آپ کے مقامات  
سے واقف ہو کر آپ کی تعظیم کما حقہ، بجالائیں اور آپ کے اقوال و افعال سے  
سے سبق حاصل کریں۔ آپ کے حالات میں بہت سی کتابیں مختلف زبانوں

میں تصنیف ہوئی ہیں۔ عربی میں جو کتب خصر صیت سے قابل ذکر ہیں ان کی فہرست کتاب ہذا کے آخر میں درج کر دی گئی ہے۔ جس کے مطالعہ کے بعد اس بات کا بخوبی اندازہ لگ سکتا ہے کہ بڑے بڑے فقہاء و محدثین کس طرح ہرزلمنے میں حضور جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں مستقل کتابیں لکھتے رہے ہیں۔ اگرچہ آج آپ کے حالات میں کوئی ہمعصر تصنیف دستیاب نہیں ہوتی۔ مگر بھجوتہ الاسرار سے جس کے مصنف نے کتاب الزوار الناظر کا مطالعہ کیا ہے۔ ایک بڑی حد تک اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ علامہ شطنوئی نے واقعات کو اسانید مرفوعہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ کے بعد جو مصنفین گزرے ہیں ان کی تصانیف کا بڑا ماخذ یہی بھجوتہ الاسرار ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تو بجائے علیحدہ تصنیف کے اسی بھجوتہ الاسرار کا انتخاب کر دیا ہے۔ جس کا نام زبدۃ الآثار ہے۔ نظر بریں حالاً اس فقیر بے بضاعت نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ بھجوتہ الاسرار کا خلاصہ اردو میں پیش کیا جائے اور واقعات بقید حوالہ صفحہ، مگر محذوقہ الاسانید بیان کئے جائیں اور تائید میں جا بجا حواشی میں دیگر مکتب کا حوالہ بھی دیا جائے، بلکہ حسب معلومات کہیں کہیں کچھ اضافہ بھی کر دیا جائے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

۱۷ اخبار الاخبار مطبوعہ مجتہبائی دہلی ص ۱۷۱

# حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

## کی پیدائش اور نسب شریف

ملک فارس کے شمالی حصے میں بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل سے ملحق گیلان کا چھوٹا سا مگر زرخیز صوبہ آباد ہے۔ جس کا رقبہ قریباً چھ ہزار مربع میل ہے۔ اس صوبہ کے ایک قصبہ میں سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں پیدا ہوئے۔ قصبہ کا نام بقول شیخ شطنونی نیف ہے (بہجۃ الاسرار ص ۸۸) مگر امام یاقوت حموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے بشیر بضم باؤ کسرہ تاکھا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ نیف اس مقام پر ہے جسے بشیر کہتے ہیں یا ممکن ہے کہ تولد شریف ایک مقام پر ہوا ہو اور پرورش دوسری جگہ پائی ہو۔ بہر حال آپ کے جیلانی یا گیلانی ہونے میں کلام نہیں۔

آپ ثابت النسب سید ہیں۔ اپنے والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والد ماجد کی طرف سے حسینی ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب والد بزرگوار کی طرف سے حسنی یوں ہے۔ سیدنا عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن الامام

۱۔ معجم البدوان - مجلد ثانی ص ۱۸۶

۲۔ وائزۃ المعارف بتسانی المجلد المادہ ۱۰ عشر - ترجمہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

۳۔ حافظ ذہبی حافظ ابن رجب نے ابو صالح عبداللہ بن جنگی دوست لکھا ہے (تلائد الجواب ص ۱۲)

ابی عبد اللہ بن الامام یحییٰ الزاہد بن الامام محمد بن الامام داؤد بن الامام موسیٰ بن الامام  
عبد اللہ بن الامام موسیٰ الجعفی بن الامام عبد اللہ المحض بن الامام الحسن المثنیٰ  
بن الامام امیر المومنین سیدنا الحسن بن الامام اسد اللہ الغالب امیر المومنین  
سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب نامہ یوں ہے۔ سیدنا ام الخیر امیر  
الجبار فاطمہ بنت السید عبد اللہ الصومعی الزاہد بن الامام ابی جمال الدین السید  
محمد بن الامام السید محمود بن الامام السید ابی العطاء عبد اللہ بن الامام السید  
کمال الدین عیسیٰ بن الامام السید ابی علاؤ الدین محمد الجواد بن الامام علی الرضا بن  
الامام موسیٰ الکاظم بن الامام جعفر الصادق بن الامام محمد الباقر بن الامام  
زین العابدین بن الامام ابی عبد اللہ الحسین بن الامام اسد اللہ الغالب  
امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین۔  
آپ کے نانا سیدنا عبد اللہ صومعی بڑے زاہد و مجاب الدعوات اور  
صاحب کرامات دلی تھے اور ضعف و پیری کے باوجود کثیر النواقل اور وام  
الذکر تھے۔ شیخ ابو محمد داربانی قزوینی کا قول ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے

۱۔ عربی میں جون کا اطلاق سیاہ و سفید ہر دو پر ہوتا ہے۔ مگر یہاں سیاہ مراد ہے کیونکہ  
موسیٰ مذکور گندم گون تھے۔ (صفحہ ۱۹)

۲۔ محض کے معنی خالص کے ہیں۔ عبد اللہ کا یہ لقب اس واسطے ہے کہ ان کا نسب والدین کی طرف  
سے خالص اور غلامی کے وجہ سے پاک تھا۔ کیونکہ ان کے والد حسن بن حسن بن علی اور والدہ فاطمہ بنت  
الحسین بن علی ہیں۔ ۳۔ حسن مثنیٰ یعنی حسن ثانی کیونکہ حسن بن حسن ہیں۔

بیان کیا کہ ہم ایک قافلے میں تجارت کے لئے نکلے۔ جب صحرائے سمرقند میں پہنچے تو سواروں نے ہمیں آگھرا۔ پریشانی میں ہم نے برآواز بلند یوں کہا، یا نبیخ ابا عبد اللہ الصومعی کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ ہمارے درمیان کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں مَسْبُوحٌ قَدْ وَسَّئْنَا اللّٰهَ تَفَرَّقِي يَا خَيْلَ عَنَا۔ (بہت پاک و پاک فات ہے ہمارا پروردگار اللہ سے سوارو ہم سے دور ہو جاؤ) یہ سن کر گھوڑے اپنے سواروں کو پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں کی طرف بھاگے اور ایسے پرانڈہ ہو گئے کہ وہ ایک جگہ نہ رہے۔ اس طرح ہم ان سے بچ گئے۔ پھر ہم نے شیخ کو اپنے درمیان تلاش کیا۔ مگر کہیں نظر نہ آئے اور نہ پتہ لگا کہ کدھر تشریف لے گئے جب ہم جیلان میں واپس آئے تو ہم نے لوگوں سے یہ ماجرا کہہ سنایا وہ کہنے لگے، اللہ کی قسم شیخ ہم میں سے غائب نہیں ہوئے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے خیر و صلاح سے خط وافر عطا فرمایا تھا اور آپ کی پھوپھی ستیدہ عائشہ بھی بڑی پارسا تھیں۔ ایک دفعہ جیلان میں امساک باراں ہوا لوگوں نے بہت دعائیں کیں۔ مگر بارش نہ ہوئی آخر کار مشائخ جیلان ستیدہ عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے درخواست کی کہ بارش کے لئے دعا فرمائیں۔ یہ سن کر وہ اپنے گھر کے صحن میں گئیں اور زمین کو جھاڑ دیا بھر بارگاہ الہی میں یوں عرض کی۔ "اے میرے پروردگار! جھاڑو تو میں نے دیکھی ہے چھڑکاؤ تو کرو۔ (يَا رَبِّ اَنَا كُنْتُ فَرَسًا اَنْتَ) یہ کہنا تھا کہ آسمان سے موسلا دھار مینہ

۱۔ یہ شیخ کی مثالی شکل تھی۔ کیونکہ او بیاد اللہ کے ابدان مثالیہ ہوتے ہیں جن سے وہ ایک ہی

اترا اور وہ سیلاب باراں کو جیرتے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ (بہج ص ۱۹)

## تہریت و تسلیم

آپ نے تصوف کے گہوارے میں پرورش پائی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولادت کے تھوڑے عرصے بعد آپ کے والد بزرگوار اس وار فانی سے انتقال فرما گئے تھے۔ اس لئے آپ کو آپ کے نانا سیدنا عبداللہ صومعی نے اپنی کنارِ عاطفت میں لے لیا تھا۔ اور آپ ان ہی کے فرزند مشہور تھے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب میرے بیٹے عبدالقادر پیدا ہوئے تو ماہ رمضان کے چاند میں شہر بڑ گیا۔ لوگ مجھ سے پوچھنے آئے۔ میں نے کہا آج عبدالقادر نے دو دھڑ نہیں پایا۔ پھر ظاہر ہو گیا کہ اُس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔ اُس وقت ہمارے شہر میں مشہور ہو گیا کہ شریفوں کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، جو رمضان

۱۷۱۴ھ فتادی حدیثیہ لابن حجر المکی (مطبوعہ مصر ۱۳۲۳ھ) میں ہے کہ صدر اول میں شریف کا اطلاق اُس شخص پر ہوتا تھا۔ جو اہل بیت میں سے ہو خواہ وہ عباسی ہو یا عقیل۔ اسی واسطے مورخین کہا کرتے ہیں۔ شریف عباسی۔ شریف زینبی۔ مگر جب مصر میں خلفائے فاطمیہ حکمران ہوئے تو انہوں نے شریف کا استعمال فقط امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں محدود کر دیا۔ اُس وقت سے آج تک یہی استعمال جاری ہے۔

53368

مبارک میں دن کو دو دھ نہیں پتیا۔ (ہجرت ص ۱۹)  
آپ بچوں کے ساتھ نہ کھیلتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب میں بچوں کے ساتھ  
کھینے کا قصد کرتا تو ایک قائل کو یہ کہتے سنتا "اے مبارک کہاں جلتے ہو۔" میں  
ڈر کر بھاگتا اور اپنی ماں کی گود میں آجاتا۔ یہ معلوم نہیں کہ آپ کی تعلیم کب سے  
سے شروع ہوئی۔ مگر اس قدر تحقیق ہے کہ دس برس کی عمر میں آپ اپنے شہر  
کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتے تھے۔ کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا۔  
کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں دس برس کی  
عمر میں اپنے شہر میں گھر سے نکلتا اور مدرسے جایا کرتا۔ پس میں فرشتوں کو اپنے  
پیچھے چلتے دیکھتا۔ جب مدرسے پہنچتا تو انہیں یہ کہتے سنتا کہ اللہ کے ولی کو  
جگہ دو، کہ بیٹھ جائے۔

ایک روز ایک شخص جسے میں اُس وقت نہ جانتا تھا ہم پر گذرا جب  
اُس نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا۔ تو اُن میں سے ایک سے پوچھا، یہ لڑکا کون  
ہے؟ اس نے جواب میں کہا۔ اس کی بڑی شان ہوگی۔ اسے عطا کیا جائے  
گا۔ اسے قاور کر دیا جائے گا اور محروم نہ رکھا جائے گا۔ اسے مقرب بنایا  
جائے گا اور اس کے ساتھ مکر نہ کیا جائے گا۔

غرض اٹھارہ برس کی عمر تک آپ بلاوجہ جیلان ہی میں رہے، پھر اپنے قدم  
میمنت لزوم سے بغداد کو شرف بخشا۔

ابو عبد اللہ محمد بن قانداوانی کا بیان ہے کہ میں شیخ عبدالقادر کی خدمت میں

اے سیکون لہ شان عظیم هذا يعطى فلا يمنعه ويمكن فلا يحجب ويقترب فلا يكرهها۔



حاضر تھا۔ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے امر کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا ”سچ پر۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ جب میں مکتب میں تھا۔ پھر آپ نے فرمایا میں نوحوانی میں اپنے شہر میں تھا۔ عرفہ کے دن جو شہر سے نکلا ایک زمیندار کے بیل کے پیچھے ہو گیا۔ بیل نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھ سے یوں گویا ہوا ”عبدالقادر! تو اس واسطے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔“ میں ڈر کر واپس آ گیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ عرفات میں وقوف کر رہے ہیں۔ پھر میں اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے عرض کی کہ تو اللہ کے واسطے مجھے اپنا حق بخش دے اور بغداد جانے کی اجازت دے تاکہ میں وہاں علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤں اور نیکوں کی زیارت کروں۔ اس نے مجھ سے سبب پوچھا۔ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ وہ رو پڑی اور اسی وینار جو میرے والد بزرگوار کے ترکہ سے اُسے ملے تھے میرے پاس لائی۔ میں نے اس میں سے چالیس اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے۔ باقی چالیس میں نے میری گڈری میں بغل کے نیچے سی دیئے اور مجھے جانے کی اجازت دی اور مجھ سے ہر حال میں سچ بولنے کا عہد لیا۔ مجھے رخصت کرنے نکل اور کہا بیٹیا! جاؤ میں نے اللہ کے لئے تمہیں اپنا حق بخش دیا۔ یہ وہ پہرہ ہے جو قیامت تک مجھے نظر نہ آئے گا۔ ماں سے رخصت ہو کر میں ایک بغداد جانے والے چھوٹے سے قافلے کے ساتھ ہو گیا۔ جب ہم ہمدان سے آگے نکل گئے اور سرزمین ترنتک میں پہنچے تو

۱۰ قلائد الجواہر ص ۹۰ میں لکھا ہے۔

ساتھ سوار جنگل میں سے ہم پر نکلے اور انہوں نے قافلے کو آگھیرا۔ ان میں سے ایک سوار میرے پاس سے گزرا اور کہنے لگا اے فقیر تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار۔ اُس نے پوچھا کہاں ہیں؟ میں نے کہا میری گڈری میں بغل کے نیچے سے ہوئے ہیں۔ اس نے خیال کیا کہ میں تمسخر کر رہا ہوں، اس لئے اس نے مجھ سے تعرض نہ کیا اور چلا گیا۔ اسی طرح ایک اور سوار آیا، اس نے بھی پہلے سوار کی طرح مجھ سے سوال کیا۔ میں نے اس کو بھی وہی جواب دیا اس لئے وہ بھی بغیر تعرض چلا گیا۔ وہ دونوں اپنے سرگروہ کے پاس گئے اور مجھ سے جو کچھ سنا تھا اس سے کہہ دیا۔ اُس نے کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ اس لئے وہ مجھے اس کے پاس لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک ٹیلے پر آپس میں مال تقسیم کر رہے ہیں۔ سرگروہ نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار۔ اُس نے کہا کہاں ہیں۔ میں نے کہا میری گڈری میں بغل کے نیچے سے ہوئے ہیں۔ پس اس کے حکم سے میری گڈری چاری گئی اور اس میں سے چالیس دینار بمآمد ہوئے۔ یہ دیکھ کر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا۔ میں نے جواب دیا کہ میری ماں نے مجھ سے سچ بولنے کا عہد لیا ہوا ہے۔ میں اس کے عہد کو نہ توڑوں گا۔ یہ سن کر قزاقوں کا سرگروہ رو پڑا اور کہنے لگا۔ تو نے اپنی ماں کا عہد نہیں توڑا۔ میں اتنے سالوں سے اپنے رب کا عہد توڑ رہا ہوں۔ پھر اُس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ یہ دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے کہا تو رہزنی میں ہمارا پیشرو تھا۔ اب توبہ میں بھی ہمارا پیشرو ہے۔ پس ان سب کے میرے

ہاتھ پر توبہ کی اور قافلے کا تمام مال واپس دے دیا۔ یہ سوار پہلے شخص ہیں۔  
جنہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی (بہجہ ص ۵۸)

یہ چار سو میل سے زائد کا خطرناک سفر طے کر کے آپ شکہ میں شہر  
بغداد میں رونق افروز ہوئے اور آئمہ اعلام و علمائے عظام سے استفادہ  
فرمانے لگے۔ آپ نے پہلے قرآن کریم کو روایت و روایت اور قرأت سے  
پڑھا۔ پھر فقہ و اصول علمائے حنبلی (ابوالوفاعلی بن عقیل۔ ابوالخطاب محفوظ  
الکلوانی۔ ابوالحسن محمد بن قاضی ابی یعلیٰ۔ محمد بن حسین بن محمد فراء۔ قاضی ابوسعید  
مبارک بن علی مخزومی) سے پڑھا اور شیوخ قبیل سے علم حدیث حاصل کیا۔

ابو غالب محمد بن الحسن الباقلانی۔ ابوسعید محمد بن عبدالکریم بن خنیش۔  
ابوالقاسم محمد بن علی بن میمون الرسی۔ ابوبکر احمد بن منظر۔ ابومحمد جعفر بن احمد  
القاری السراج۔ ابوالقاسم علی بن احمد الکرخی۔ ابو عثمان اسمعیل بن محمد الاصبہانی  
ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف۔ ابوطاہر عبدالرحمن بن  
احمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف۔ ابوالبرکات ہمتہ اللہ سقطی۔ ابوالعز محمد بن  
مختار الهاشمی۔ ابونصر محمد و ابو غالب احمد و ابو عبدالشہیدی ابنا والامام ابی علی الحسن

---

۱۔ معم البدان یا قوت الحموی میں ہے کہ مخزم بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے جو مخزم بن یزید بن  
شرح بن مخزم بن مالک بن ربیعہ بن الحارث بن کعبہ سے منسوب ہے۔ ابتدائے اسلام میں بنائے  
بغداد سے بہت پہلے جب عرب اس نواح میں اترے تو مخزم مذکور اس جگہ اترتا تھا۔ لہذا اس  
جگہ کو مخزم کہنے لگے۔

بن البناء۔ ابوالحسین المبارک المعروف بابن الطیورری۔ ابو منصور عبد الرحمن القزازی  
ابوالبرکات طلحہ العاقول وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور علامہ ابو زکریا یحییٰ بن علی  
التبریزی سے علم ادب حاصل کیا۔ (ہجرت ۱۰۶)

علامہ تبریزی (متوفی ۳۲۰ھ) بڑے پایہ کے ادیب ہوئے ہیں۔ آپ  
بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں علم ادب کے مدرس اعلیٰ تھے۔ بہت سی کتابیں  
آپ کی تصنیف ہیں۔ مثلاً شرح القصائد العشر۔ تفسیر القرآن والاعراب۔  
شرح اللع۔ الکافی فی العروض والقوافی۔ شرح دیوان حماسہ۔ شرح دیوان متنبی  
شرح دیوان ابی تمام۔ شرح الدبیہ شرح سقط الزند۔ شرح المفضلیات۔  
تہذیب الاصلاح لابن السکیت وغیرہ (بغیۃ الوفاة للسیوطی)

تحصیل علوم میں آپ کو سخت تکالیف کا سامنا ہوا۔ ماں نے چالیس دینار  
جو دیے تھے، وہ تو راستے ہی میں خرچ ہو گئے ہوں گے۔ بغداد پہنچتے ہی فقر و  
فاقرہ پیش آیا ہوگا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے حال میں بیس روز بغداد  
میں ٹھہرا۔ مجھے کھانے کو کوئی چیز نہ ملتی تھی اور نہ کوئی مباح شے ہاتھ آتی تھی  
سنگ آکر میں ایوان کسری کے ویرانے کی طرف نکلا کہ شاید کوئی مباح چیز ملے، مگر

۱۔ اس مدرسے کو خواجه نظام الملک طوسی نے ۴۵۹ھ میں بنوایا تھا۔ یہ اس قدر نامور تھا کہ  
یہاں کے تعلیم یافتہ عالم کے مستند و معتبر ہونے میں کسی کو شبہ نہ رہتا تھا۔ امام ابو جلد غزالی  
شیخ عراق عبد القاہر سہروردی۔ اسناد الامنہ عماد الدین موصلی اور شیخ سعدی مصلح الدین  
شیرازی وغیرہ ہزار ہا بزرگ اسی مدرسے کے فیض یافتہ ہیں۔ ۲۔ ماں کے مشرقی جانب شاہ پور  
ص ۲۸ پر

میں نے وہاں سترولیوں کو پایا جو سب کے سب میری طرح پیٹ کے لئے مباحات کی تلاش میں پھر رہے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ ان کی مزاحمت کرنا مروت سے بعید ہے۔ اس لئے میں بغداد کی طرف لوٹ آیا۔ راستے میں مجھے اپنے وطن کا ایک شخص ملا جس سے میں واقف نہ تھا۔ اُس نے مجھے ایک پارہ زردیا اور کہا کہ تیری والدہ نے یہ تیرے واسطے بھیجا ہے۔ میں اُسے لے کر جلدویرانے کی طرف واپس گیا۔ اس میں سے کچھ اپنے واسطے رکھ لیا اور باقی ان سترولیوں میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیسا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ میری ماں نے بھیجا ہے۔ مگر میں نے پسند نہ کیا کہ سب اپنے پاس ہی رکھ لوں۔ پھر میں بغداد میں آیا اور جو میرے پاس باقی تھا۔ اس کے عوض کھانا لیا اور فقروں کو آواز دی۔ پس ہم سب نے مل کر کھایا (بہجہ ص ۱۳)

اسی طرح ماں نے ایک دفعہ آٹھ دینار بھیجے۔ وہ بھی جلد صرف ہو گئے ابو بکر تمیمی کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا شیخ محی الدین کو سنا کہ فرماتے تھے۔

---

ذوالکفاف نے ایک عالی شان محل بنوایا تھا جو ایوان کسرنے کے نام سے مشہور تھا۔ یہ وہی ایوان ہے جو جناب سرور کائنات علیہ الوت النجیۃ والصلوٰۃ کی ولادت شریف کے دن متزلزل ہو گیا تھا اور اس کے چوہ کنگرے گر پڑے تھے۔ پوریزبن ہرمزبن نو شیروان نے اس ایوان کے بعض حصوں کی تکمیل کی تھی۔ کذا فی صروج الذهب للمسعودی

امام یاقوت حموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں مدینے میں مدینے کا ایک چھٹا سا شہر ہے اور بغداد اور اس کے درمیان چھ فرلانگ کا فاصلہ ہے۔

ایک قحط میں جو بغداد میں پڑا مجھے ایسی تنگی ہوئی کہ کئی دن کھانا نہ کھایا، بلکہ گرمی پڑی چیزیں اٹھا کر کھانا تھا ایک روز بھوک کی شدت سے دریا کے کنارے کیطرف نکلا۔ تاکہ کاہو کے پتے یا سبزی وغیرہ جو ملے کھا لوں، مگر جہاں جاتا وہاں پہلے ہی کوئی موجود ہوتا۔ اگر کوئی چیز ملتی تو اس پر فقروں کا ہجوم ہوتا جن کی مزاحمت مجھے پسند نہ آئی۔ اس لئے میں لوٹ آیا یہاں تک کہ شہر میں سوق الریحانین کی مسجد کے پاس پہنچا مجھے غایت درجے کی بھوک لگی ہوئی تھی اور صبر کرنے سے عاجز آ گیا تھا۔ میں مسجد میں داخل ہوا اور قریب الموت ایک گوشہ میں ہو بیٹھا۔

ایک عجمی جوان آیا۔ جس کے پاس رصافی روٹی اور شوربا تھا۔ وہ بیٹھ کر کھانے لگا۔ جب وہ لقمہ اٹھاتا تو بھوک کی شدت سے میں اپنا منہ کھولنے کو ہوتا، یہاں تک کہ میں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور کہا یہ کیا؟ یہاں اللہ اور موت کے سوا نہیں۔ اچانک اس عجمی نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا، بھائی آئیے۔ بسم اللہ میں نے انکار کیا۔ اس نے اصرار کیا اور مجھے قسم دلائی۔ میرے نفس نے مان لینے میں جلدی کی۔ پس میں نے آہستہ آہستہ کھایا وہ مجھے پوچھنے لگا تیرا شغل کیا ہے۔ تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور علم فقہ پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں۔ کیا تو ایک جیلانی نو جوان عبدالقادر کا نام کو جانتا ہے۔ میں نے کہا وہ تو میں ہی ہوں۔ اس پر وہ گہرا گیا اور اس کا رنگ بدل گیا۔ مجھ سے کہنے لگا، بھائی اللہ کی قسم میں بغداد

میں پہنچا، میرے پاس نفقہ باقی تھا۔ میں نے آپ کا پتہ پوچھا۔ مگر کسی نے نہ بتایا یہاں تک کہ میرا نفقہ ختم ہو گیا۔ ختم ہونے کے بعد تین دن میں اس حالت میں رہا کہ آپ کی امانت کے سوا میرے پاس کھانا خریدنے کو کچھ نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ تین دن ہو گئے ہیں اس حال میں شریعت نے بھی میرے لئے مروار کا کھانا لینا جائز رکھا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کی امانت میں سے روٹی اور شوربا خرید لیا اب آپ حلال و طیب کھانا کھائیں کیونکہ یہ آپ ہی کا ہے میں تو آپ کا مہمان ہوں۔ پہلے بظاہر یہ میرا تھا اور آپ میرے مہمان تھے میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے اس کے جواب دیا۔ آپ کی والدہ نے آپ کے لئے آٹھ دینار میرے ہاتھ بھیجے ہیں، جن میں سے میں نے یہ کھانا خرید لیا ہے میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ میں نے آپ کی امانت میں خیانت کی، گو شریعت کی طرف سے مجھے گنجائش تھی۔

اُس کا یہ جواب سن کر میں نے اُسے تسلی دی اور خوش کیا اور جو کھانا بیچ رہا۔ وہ بھی اور کچھ دینار بھی اُسے دیئے جو اُس نے لے لئے اور چلا گیا۔  
(قلائد الجواہر۔ ص ۹)

شیخ عبداللہ سلمی سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا شیخ عبدالقادر رومی کو سنا کہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے کئی دن کھانا نہ ملا۔ میں قطیفہ شرقیہ میں تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے ایک بند کاغذ میرے ہاتھ میں دیا اور چلا گیا۔

۱۵ یہ محلہ بغداد میں مدینہ منورہ کی طرف باب صبر اور باب اندھ دریاں کے درمیان واقع ہے۔

میں پہنچا، میرے پاس نفقہ باقی تھا۔ میں نے آپ کا  
خبیص لیا اور ایک علیحدہ مسجد کی طرف آیا جس میں سبق یاد کرنے کے لئے  
بیٹھا کرتا تھا۔ اُس کھانے کو میں نے اپنے سامنے رکھ لیا۔ اور سوچنے لگا  
کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں۔ اس اثنا میں دیوار کے سایہ میں ایک ملفوف کاغذ  
پر میری نظر پڑی میں نے اٹھا لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں لکھا ہے کہ  
کتب سابقہ میں سے ایک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اقویاء کو شہرتوں  
سے کیا سروکار۔ میں نے شہوات تو فقط ضعیف مومنوں کے لئے بنائی ہیں  
تاکہ وہ اُن سے میری طاعت پر قادر ہوں۔ یہ دیکھ کر میں نے رومال اٹھا  
لیا، جو کچھ اس میں تھا وہ چھوڑ دیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر چلا آیا۔  
(قولہ ص ۱)

شیخ عبدالشہبائی کا قول ہے کہ مجھ سے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی  
اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک روز میں صحرا میں ایک جگہ بیٹھا ہوا فقہ کا سبق

۱۰ خبیص طعامیکہ از روغن و خرماسازند۔ کذا فی المنتخب۔

۱۱ فوات الرقیات۔ جز ثانی۔ ترجمتہ الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ تعلقہ عنہ  
۱۲ شیخ عبدالشہبائی (رحمۃ اللہ علیہ) اکابر مشائخ میں سے صاحب کرامات تھے۔ طرابلس شام کے  
ایک گاؤں جبانام کے رہنے والے تھے آپ کا والد نصرانی تھا جو آپ کی طفولیت میں مر گیا  
گیارہ سال کی عمر میں آپ اسلام لائے اور ۲۵۴ھ میں بغداد میں علم پڑھنے آئے اور سیدنا شیخ عبدالقادر  
کی صحبت میں رہے اور آپ کے وصال کے بعد مصعبان چلے گئے اور وہیں انتقال فرمایا (قولہ ص ۱)



یا دکر رہا تھا۔ اور تنگ و سنی کے ہاتھوں نالاں تھا، ایک ہاتھ نے آواز دی کہ تو کچھ قرض لے جس سے فقہ یا علم حاصل کرنے پر قادر ہو۔ میں نے کہا کس طرح قرض لوں۔ میں فقیر ہوں، میرے پاس کوئی شے نہیں، جس سے میں ادا کر سکوں۔ اُس نے کہا تو قرض لے لے ادا کرنا ہمارا فرمہ رہا۔ یہ سنکر میں ایک سبزی فروش کے پاس آیا اور اس سے کہا "تو مجھے اس شرط پر قرض دے کہ جب بہ فضل خدا کچھ میرے ہاتھ لگے تو تجھے دس روٹے دوں گا۔ اگر میں مر گیا تو معاف کر دینا۔ تو مجھے ہر روز ایک روٹی اور نصف روٹی کے عوض رات یا ہاتھوں تو کا ساگ دے دیا کر" وہ سبزی فروش رو پڑا اور کہنے لگا، اے میرے آقا! میں نے تجھے بخشا۔ تو جو چاہے مجھ سے لے لیا کر۔ پس میں اس سے ہر روز ایک روٹی اور نصف روٹی کے عوض رات کا ساگ لے لیا کرتا۔ اس طرح کچھ مدت گزر گئی۔ ایک روز یہ معاملہ مجھے ناگوار گزارا۔ کیوں کہ اس عرصے میں کچھ میرے ہاتھ نہ آیا۔ کہ سبزی فروش کو دیتا۔ پس مجھ سے کہا گیا کہ فلاں جگہ جا۔ وہاں دکان پر جو تجھے نظر آئے اٹھائے۔ جب میں اُس جگہ آیا تو دکان پر سونے کا ایک بڑا ٹکڑا پایا۔ میں نے اٹھالیا اور سبزی فروش کو دے دیا۔

شیخ عبداللہ جیبانی ہی کا بیان ہے کہ مجھ سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیبانی قدس سرہ نے فرمایا کہ اہل بغداد کی ایک جماعت علم فقہ میں مشغول تھی۔ جب غلہ کے دن آتے تو وہ گاؤں میں اناج مانگنے چلے جاتے۔ ایک روز انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو بھی ہمارے ساتھ بعقوبہ کو چل، وہاں سے

اے بعقوبہ ایک بڑا گاؤں ہے بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلے پر خراساں کے راستے میں واقع ہے۔ یہاں کے خرابا اور لیموں حسن و خوبی میں ضرب المثل ہیں اور نہریں اور باغات بہ کثرت ہیں

کچھ مانگ لائیں گے۔ میں نوجوان تھا، ان کے ساتھ ہولیا۔ بعقوبا میں ایک نیک شخص تھا جسے شریف بعقوبی کہتے تھے میں اس کی زیارت کے لئے گیا اُس نے مجھ سے کہا کہ حق کے مرید اور نیک بندے لوگوں سے کچھ نہیں مانگا کرتے اور مجھے سوال کرنے سے منع کیا۔ اس کے بعد میں کبھی کسی جگہ سوال کرنے نہیں گیا۔ (قلمند ص ۱۲)

خیرات مانگنے کی خدمت اس وقت آپ کے ایسی ذہن نشین ہوئی کہ عمر بھر دوسروں کو بھی سوال کرنے سے منع فرماتے رہے۔ چنانچہ شیخ ابو محمد شادری سبکی محلّی بیان کرتے ہیں کہ میں شیخ محی الدین قدس سرہ کی زیارت کے لئے بغداد میں داخل ہوا اور آپ کی خدمت میں کچھ مدت رہا۔ جب میں نے خلقت سے تخرید کے قدم پر مصر کو لوٹنے کا ارادہ کیا اور آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے وصیت فرمائی کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا اور اپنی دو انگلیاں میرے منہ میں ڈال دیں اور فرمایا چوس لو۔ میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی۔ پھر فرمایا کہ تو ہدایت یافتہ واپس جائے۔ پس میں بغداد سے مصر پہنچا۔ راستے میں نہ کھانا نہ پیتا تھا۔ مگر میری قوت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ (پہچہ ص ۴)

ایسی تکالیف کے باوجود آپ نے علوم میں وہ پایہ حاصل کیا کہ علمائے بغداد بلکہ علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے اور سب کے مرشح بن گئے آج کل کے طلبہ دین کو آپ کی مثال سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

— — —

## آپؐ کا سلوک اور مجاہدہ

آپؐ نے علوم ظاہری کے ساتھ علم طریقت بھی حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم و باس سے حاصل کیا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ حبائی کا قول ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز میرے جی میں یہ بات آئی کہ فتنوں کی کثرت کے سبب میں بغداد سے نکل جاؤں۔ اس لئے میں نے قرآن کریم لیا اور اُسے شانے پر سے لٹکایا اور باب حلبہ کی طرف چلا کہ اس سے جنگل کی طرف نکل جاؤں۔ ایک ہاتھ نے آواز دی۔ تو کہاں جاتا ہے اور مجھے ایک ایسا دھکا دیا کہ میں چت گر پڑا پھر اس نے کہا۔ لوٹ جا کیوں کہ تجھ سے لوگوں کو فائدہ ہے۔ میں نے کہا مجھے خلقت سے کیا کام۔ میں اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہوں۔ اس

شیخ حماد بن مسلم و باس علم حقائق میں علمائے راسخین میں سے تھے۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت میں ان سے بڑھ کر بغداد میں کوئی شیخ نہ تھا۔ بغداد کے مشائخ و صوفیہ انہی کے فیض یافتہ تھے۔ آپ کی اصل وجہ تھی جو ملک شام میں دمشق سے ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ آپ بغداد میں محلہ منظریہ میں بسا کرتے تھے اور دس یعنی شہیرہ خرماد شہیرہ انگریز چاکرتے تھے اسی واسطے آپ کو حماد باس کہتے ہیں۔ آپ کے شہیرہ زیر نظر یا مکہ نہ بیٹھا کرتی تھی ۵۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مقبرہ شونیزہ میں دفن ہوئے۔ روایت ہے کہ ایک روز آپ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مقبرے کی

نے کہا لوٹ جا، تیرا دین سلامت رہے گا۔ اس کے بعد مجھ پر ایسے حالات وارد ہوئے جن میں کچھ التباس تھا۔ اس لئے میں خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ایسا بندہ ملاوے جو ازالہ التباس کر دے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میں منظر یہ میں سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور مجھ سے کہا۔ عبدالقادر یہاں آ۔ میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا تو نے کل رات کیا طلب کیا تھا (یا یوں کہا تو نے رات کو اللہ سے کیا سوال کیا تھا) یہ سن کے میں چپ ہو گیا اور حیران تھا کہ کیا جواب دوں۔ وہ مجھ پر خفا ہوا اور اس زور سے مجھ پر دروازہ بند کیا کہ اطراف دروازہ سے میرے چہرہ کی طرف گر واڑی۔ جب میں کچھ دور نکل گیا تو مجھے رات کا سوال یاد آ گیا اور خیال گزرا کہ وہ شخص صالحین یا اولیاء اللہ میں سے ہے اس لئے میں اس دروازے کو ڈھونڈنے لگا۔ مگر نہ ملا اور مجھے رنج ہوا۔ وہ شخص شیخ حماد و باس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ بعد ازاں میں نے ان کو پہچان لیا اور ان کی صحبت میں رہا شیخ موصوف نے میرے اشکال کو حل کر دیا۔ جب میں طالب علم کے لئے

---

کی زیارت کو نکلے۔ راستے میں ایک لونڈی کی آواز سنی جو اپنے آقا کے گھر میں گامی تھی۔ آپ نہیں سے مکان کو لوٹ آئے اور اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے پوچھا کہ مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے کہ جس کی سزا مجھے آج ملی ہے گھر والوں نے اور تو کچھ ذکر کیا۔ صرف اتنا بتایا کہ کل ہم نے ایک برتن خریدا تھا جس میں ایک تصویر بنی ہوئی ہے آپ نے فرمایا بس اسی سبب سے مجھ پر یہ وبال آیا ہے اور وہ برتن بیکر تصویر شادی (ص ۱۴۲ بجز)

آپ کی خدمت سے غائب ہوتا اور پھر آپ کے پاس آتا تو آپ فرماتے تو ہمارے پاس کیوں آیا ہے تو فقیر ہے فقہاء کے پاس جا۔ مگر میں چپ رہتا۔ اور آپ مجھے بڑی اذیت دیتے اور مارتے۔ پھر جب طالب علم کے لئے آپ سے غائب ہوتا اور پھر آتا تو فرماتے، آج ہمارے پاس بہت سی روٹیاں اور فالودہ آیا تھا ہم نے سب کھا لیا اور تیرے واسطے کچھ نہیں رکھا۔ آپ کے اصحاب بھی جو اکثر اپنے شیخ کو مجھے اذیت دیتے دیکھا کرتے تھے، مجھ سے تعرض کرنے لگے اور کہنے لگے۔ تو فقیر ہے یہاں کیا کرے گا یا یہاں کیوں آیا ہے؟ شیخ نے جب دیکھا کہ وہ مجھے اذیت دے رہے ہیں تو غیرت کھائی اور ان سے یوں خطاب فرمایا۔

”اے کتو! تم اسے کیوں اذیت دیتے ہو؟ اللہ کی قسم تم میں اس سے ایک بھی نہیں۔ میں تو آزمائش کے لئے اسے اذیت دیتا ہوں، مگر دیکھتا ہوں کہ وہ ایک پہاڑ ہے جو ہلنا نہیں۔ (قلائد ص ۱۳)

سلوک میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ بہ لحاظ شدت و لزوم بے نظیر تھا۔ مشائخ زمانہ میں سے کسی کو طاقت نہ تھی کہ ریاضت میں آپ کی برابری کرے۔ آپ کا طریق کار امور ذیل پر مشتمل تھا۔  
تفویض و تسلیم۔ قلب و روح کی موافقت۔ ظاہر و باطن کا اتحاد۔  
صفات انسانیہ سے انسلاخ اور نفع و نقصان اور قرب و بعد کی رویت سے غیبت بہر حال میں ثبوت مع اللہ۔ تجرید توحید اور توحید تفرید جس کے ساتھ مقام عبودیت میں حضور ہوا اور وہ عبودیت کمال ربوبیت کے لحاظ سے

مستند ہو۔ ہر خطرہ و لحظہ و نفس و وار و و حال میں کتاب و سنت کو ملحوظ رکھنا  
شکوہ کی کشش اور اغیار کے تنازع سے قلب باطن کا پاک ہونا۔  
احکام شریعت کی پابندی اور اسرار حقیقت کا مشاہدہ (بہجہ ص ۸۴)  
شیخ احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا شیخ عبدالقادر  
جیلانی قدس سرہ کو سنا کہ فرماتے تھے۔ میں عراق کے بیابانوں اور  
ویرانوں میں پچیس سال تنہا اس حالت میں پھر رہا کہ میں لوگوں کو نہ جانتا  
تھا اور نہ لوگ مجھے جانتے تھے۔ میرے پاس رجال غیب اور جنوں کے  
گروہ آتے، جن کو میں اللہ کا راستہ بتاتا تھا۔ جب پہلے پہل عراق میں داخل  
ہوا تو حضرت علیہ السلام نے میرا ساتھ دیا۔ اس سے پہلے میں ان کو نہ جانتا  
تھا۔ انہوں نے شرط کی کہ میں ان کی مخالفت نہ کروں اور مجھ سے فرمایا  
کہ میرے آنے تک یہیں ٹھہرو۔ اس عرصے میں دنیا اور اس کی متلذذات  
عجیب مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان  
کی طرف متوجہ ہونے سے بچا لیتا تھا۔ شیاطین مختلف بھیانک شکلوں  
میں میرے پاس آتے اور مجھ سے لڑتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان  
پر غلبہ دیتا تھا۔ میرا نفس متشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کچھ تو مجھ سے  
عاجزی کرتا اور کبھی لڑائی کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے برخلاف میری مدد  
کرتا تھا۔ ابتدا میں مجاہدے کے جس طریق سے میں نفس پر مواخذہ کرتا تھا  
اُسے عرب مضبوط پکڑتا اور بنا ہوتا تھا۔ میں مدت تک بہ طور مجاہدہ مدائن  
کے ویرانے میں یوں نفس کشی کرتا رہا کہ ایک سال گرمی پڑی چیزیں کھاتا

اور پانی نہ پتیا اور ایک سال پانی پتیا اور گرمی پڑی چیزیں نہ کھاتا اور  
ایک سال نہ کھاتا نہ پتیا نہ سوتا۔ ایک دفعہ میں کڑا کڑاتے جاڑے میں  
رات کو ایوان کسریٰ میں سویا اور مجھے اختلام ہو گیا۔ میں اٹھا اور دریا  
کے کنارے پر جا کر غسل کیا پھر سو گیا۔ پھر اختلام ہو گیا اس لئے دریا  
کے کنارے پر جا کر غسل کیا اور پھر سو گیا اس طرح چالیس بار اختلام  
ہوا اور چالیس دفعہ غسل کیا۔ پھر میں تیند کے خوف سے ایوان کے اوپر  
چڑھ گیا۔ کرخ کے ویرانے میں بھی کئی سال رہا۔ جن میں سوائے بروی  
کے کچھ نہ کھاتا تھا۔ ہر سال کے شروع میں ایک شخص صوف کا جبہ میرے  
پاس لاتا جسے میں پہن لیتا۔ میں نے ہزاروں حالتیں بدلیں تاکہ تمہاری دنیا  
سے آرام پاؤں۔ میں گونگا، احمق اور پاگل مشہور تھا۔ اور ننگے پاؤں  
کانٹوں میں چلا کرتا تھا۔ جو ہولناک امر ہوتا اسے اختیار کرتا۔ میرا  
نفس اپنی خواہش میں مجھ پر غالب نہ آیا اور دنیا کی زینت میں سے کوئی  
شے مجھے کبھی پسند نہ آئی۔ شیخ ابو بکر حرمی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے  
پوچھا کیا بچپن میں بھی پسند نہیں آئی؟ آپ نے جواب دیا۔ نہ بچپن میں  
پسند آئی (بہجہ ص ۱۵)

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا شیخ  
محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے۔ سیاحت

لے بروی بافتح گیا ہیست کہ از شاخ در برگ آن بویا بافند و آن را بر قاری لخ گویند۔ کذا فی المنتخب

کے آغاز میں مجھ پر حوال وارو ہوتے تھے۔ میں ان کا مقابلہ کرتا اور غالب آ جاتا تھا۔ میں ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا۔ اور بے ہوشی میں چلا پھرا کرتا۔ جب وہ حالت مجھ سے دور ہو جاتی تو اپنے آپ کو اس مکان سے کہ جہاں تھا دور پاتا۔ چنانچہ ایک دفعہ بغداد کے ویرانے میں مجھ پر حال وارو ہوا میں بے ہوشی میں ایک گھنٹہ چلا۔ پھر وہ حالت مجھ سے دور ہو گئی اور میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر شمشیر کے شہروں میں تھا۔ میں وہاں اپنی حالت میں فکر کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک عورت نے مجھ سے کہا، کیا تو اس امر سے تعجب کرتا ہے اور تو شیخ عبدالقادر ہے (بہجہ ص ۸۶)

شیخ ضیا الدین ابو نصر موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار ستینا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے۔ میں ایک سیاحت میں جنگل کی طرف نکلا۔ مجھے کئی روز بانی نہ ملا۔ اس لئے سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ ایک بادل نے مجھ پر سایہ ڈالا۔ اس میں سے تری جیسی ایک چیز مجھ پر اتری، جس سے میں سیراب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جس سے کنارہ آسمان روشن ہو گیا۔ اور ایک صورت نمودار ہوئی، جس نے مجھے یوں پکارا۔ ”اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں۔ میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں۔“ یہ سن کر میں نے کہا۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ اے نعین! دور ہو اتنے میں وہ روشنی تاریکی ہو گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ پھر اس



نے مجھ سے یوں خطاب کیا " اے عبدالقادر! تو مجھ سے بحکم الہی اپنے علم کی بدولت اور اپنے منازلات کے احوال کی واقفیت کے سبب پوچ گیا میں نے اس طرح کے واقعے سے ستر ولیوں کو گمراہ کیا ہے " اس پر میں نے کہا یہ میرے رب کا فضل و احسان ہے۔

شیخ ابونفر کا بیان ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کس طرح جان لیا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے اس قول (میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں) سے۔ (بہجہ منہا)

شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بغدادی معروف بہ ابن الدیلمی کا بیان ہے کہ میں نے ۵۵۸ھ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ کرسی پر بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے۔ میں پچیس سال عراق کے جنگلوں اور دیرانوں میں اکیلا پھرتا رہا۔ چالیس سال عتار کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا اور پندرہ سال نماز عتار پڑھ کر قرآن کریم شروع کر دیتا اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر اور زمیند کے خوف سے میخ دیوار ہاتھ سے پکڑ کر صبح تک ختم کر دیا۔ ایک رات میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا تھا میرے نفس نے کہا، کاشش تو ایک گھڑی سو جائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو جو نہی یہ خطرہ میرے دل میں آیا، میں ٹھہر گیا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور قرآن شروع کیا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں ختم کر دیا۔ تین دن سے چالیس دن تک مجھے کھانے کے لئے کچھ نہ ملتا۔ نیند متشکل ہو کر میرے پاس آتی۔ میں اُس پر چلاتا اور وہ چلی جاتی۔ دنیا اور اُس کی متلذذات و شہوات

کبھی اچھی اور کبھی بڑی شکلوں میں میرے پاس آتی تھیں۔ میں ان کو دقت کرتا اور وہ بھاگ جاتیں۔ میں اس سبب میں جسے اب میرے قیام طویل کے سبب بروج عجمی کہتے ہیں گیارہ سال رہا۔ میں نے اس میں خدا سے عہد کیا کہ دکھاؤں گا جب تک نہ کھلائیں گے اور نہ پیونگا۔ جب تک نہ پلائیں گے۔ پس میں چالیس روز کھانے پینے کے بغیر رہا۔ اس کے بعد ایک شخص نان و طعام لے کر آیا اور میرے آگے رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے ہی کو تھا کہ میں نے کہا۔ اللہ کی قسم میں اس عہد کو نہ توڑوں گا۔ جو میں نے اپنے پروردگار سے کیا ہے۔ پس میں نے اپنے باطن سے ایک چلانے والے کی آواز سنی کہ ہائے بھوک۔ مگر میں اس سے نہ ڈرا۔ شیخ ابو سعید مخزومی مجھ پر گزرے۔ انہوں نے جو چلانیولے کی آواز سنی۔ میرے پاس آکر کہا۔ عبدالقادر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا، یہ نفس کا قلق و اضطراب ہے۔ مگر روح اپنے مولیٰ سے حالت سکون و قرار میں ہے۔ شیخ موصوف نے فرمایا باب انج کی طرف آؤ۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ گئے۔ میں نے دل میں کہا بجز امر کے میں اس مکان سے نہ نکلوں گا۔ پھر ابو العباس حضرت عدیالہم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا، اٹھو ابو سعید کے پاس چلو۔ پس میں ان کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر کے دروازے میں کھڑے میری راہ تک رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ کیا میرا

۱۔ باب ازج بغداد شریف کے حصہ شرقی میں ایک بہت بڑے محلے کا نام ہے۔

تو آپ کے لئے کافی نہ ہوا یہاں تک کہ خضر علیہ السلام نے آپ سے وہی فرمایا جو میں نے کہا تھا۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ وہاں نے کھانا پیار پایا وہ مجھے کھلانے لگے یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور میں ان کی خدمت میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔ (ربیعہ ص ۵۹)

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی انعمان محمد الازہری الحسینی البغدادی نے دمشق میں ۶۲۹ھ میں ذکر کیا کہ میں نے بغداد میں ۵۵۹ھ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرما رہے تھے۔ میں نے بغداد سے پہلا حج ۵۰۹ھ میں کیا اور جوان و مجرور تھا۔ جب میں منارۃ القرون کے پاس پہنچا، مجھے شیخ عدی بن مسافر سے وہ بھی اُس وقت جوان و مجرور تھے انہوں نے مجھ

لے یہ منارہ کہ مشرف کے راستے میں واقع ہے سلطان جمال الدولہ ملک شاہ بن الپ ارسلان (متوفی ۴۸۵ھ) ایک سال بطور مشابعت حاجیوں کے ساتھ نکلا۔ واپس آتے ہوئے اس نے شکار کے لئے ایک حلقہ بنایا اور بہت سے جانور شکار کئے۔ پھر ان کے سینگوں اور کھروں سے وہاں ایک مینارہ بنی جس کا نام منارۃ القرون (سینگوں کا منارہ) مشہور ہوا۔ امام یاقوت حموی (متوفی ۶۲۶ھ) لکھتے ہیں کہ یہ منارہ اب تک موجود ہے (معجم البلدان) لے آپ طائفہ عدویہ کے شیخ ہیں۔ دمشق کے مغرب میں قریہ بیت فار میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور شیخ خادو باس اور شیخ عقیل بنحی وغیرہ اولیاء اللہ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ پھر کوہ ہکار میں گوشہ نشین ہو گئے اور وہیں نوے سال کی عمر میں ۵۵۶ھ میں وہاں فرمایا۔ آپ بڑے مجاہد کش اور صاحب کرامات تھے (پہونڈہ ۱۵۰ قلم ۵۵) ہکار جزیرہ میں موصل سے اوپر واقع ہے۔ کذا فی معجم البلدان۔

سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ مکہ مشرفہ جا رہا ہوں۔ پھر پوچھا کیا تمہارا کوئی ساتھی ہے۔ میں نے کہا مجر وہوں۔ انہوں نے کہا میرا بھی یہی حال ہے۔ پس ہم دونوں چل پڑے۔ اتنے راہ میں میں نے ایک لاغر حبشی لڑکی دیکھی جس کے منہ پر برف تھا۔ وہ میرے سامنے کھڑی ہو گئی اور میرے چہرے کی طرف تیز نگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی، اے جوان! تو کہاں سے ہے؟ میں نے کہا عجم سے وہ کہنے لگی، تو نے آج مجھے تکلیف دی۔ میں نے پوچھا کس طرح؟ اس نے کہا، میں بلا و حبشہ میں تھی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر تجلی کی اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اپنے وصل سے تجھے وہ عطا کیا جو کسی اور کو عطا نہیں کیا۔ پس میں نے چاہا کہ تجھے پہچانوں۔ پھر اس نے کہا، آج میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، شام کو تمہارے ساتھ روزہ اقطار کروں گی۔ پس وہ واوی کے ایک طرف چلنے لگی۔ اور ہم دوسری طرف چل رہے تھے۔ جب شام کا وقت ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہوا سے ایک خوان اتر رہا ہے جب وہ خوان ہمارے سامنے ٹھہر گیا تو ہم نے اس میں چھڑا روٹیاں اور سرکہ و سبزی پائی۔ یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا، سب شائش اللہ کو ہے جس نے مجھے اور میرے مہمانوں کو گرامی بنایا، کیونکہ ہر رات مجھ پر دو روٹیاں اتر کرتی تھیں۔ آج چھ اتری ہیں۔ پس ہم سے ہر ایک نے دو روکھائیں۔ پھر ہم پر تین کوزے اترے۔ ہم نے ان میں ایسا پانی پیا جو لذت اور حلاوت میں دنیا کے پانی کے مشابہ نہ تھا۔ پھر وہ حبشیہ اس رات ہم سے رخصت ہو گئی اور ہم مکہ مشرفہ میں آگئے۔ جب ہم

طواف کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے افاضہ انوار سے شیخ عدی پر احسان کیا۔ وہ ایسے بے ہوش ہوئے کہ دیکھنے والے کو گمان گزرتا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ناگاہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ جیشہ ان کے سر پر کھڑی بوسہ دے رہی ہے اور یوں کہہ رہی ہے "تجھے زندہ کرے گا۔ وہی جس نے تجھے مارا ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ حادث چیزیں بجز اس کے برقرار رکھنے کے اس کے جلالی نور کی بجلی کے آگے برقرار نہیں رہ سکتیں اور کائنات بجز اس کی تائید کے اس کی صفات کے ظہور کے آگے قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ اس کے جلال کے انوار نے عقلمندوں کی آنکھیں چندھیادی ہیں۔" پھر اللہ تعالیٰ نے (اور اسی کے لئے تمام ستائش ہے) طواف ہی میں مجھ پر بھی انوار نازل فرمایا۔ پس میں نے اپنے باطن سے ایک خطاب سنا جس کے اخیر میں یہ تھا۔ "اے عبدالقادر! ظاہری تجرید چھوڑ دے اور تفرید توحید اور تجرید تقریر اختیار کر۔ ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں میں سے عجائبات دکھائیں گے تو اپنی مراد کو ہماری مراد سے خلط ملط نہ کر۔ اپنا قدم ہمارے سامنے ثابت رکھ اور دنیا میں ہمارے سوا کسی کو مالک التصرف نہ سمجھ۔ تیرے لئے ہمارا شہود ہمیشہ رہے گا۔ لوگوں کے فائدے کے لئے تو (مسند ارشاد پر) بیٹھ کیوں کہ ہمارے خاص بندے ہیں۔ جن کو ہم تیرے ہاتھ پر اپنے قرب تک پہنچائیں گے۔" پھر اس جیشہ نے کہا، اے جوان! میں نہیں جانتی کہ آج تیرا کیا رتبہ ہے۔ تجھ پر نور کا خیمہ لگا ہوا ہے۔ اور آسمان تک تجھے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقاموں میں تیری

طرف لگی ہوئی ہیں اور آرزو کر رہی ہیں کہ تھوڑی سی نعمت ان کو بھی حاصل ہو۔  
یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ پھر میں نے اُسے نہیں دیکھا۔ (بہجت الاسرار ص ۵۶)  
شیخ حماد و باس رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عجم و عراق کے بڑے بڑے زایدوں اور عارفوں سے ملے  
اور علوم و معارف حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ سب سے سبقت  
لے گئے۔ آپ نے خرقہ شریف قاضی ابوسعید مبارک مخزومی سے پہنا اور قاضی  
نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد قرشی سے۔ اور قرشی نے ابوالفرج طرسوسی سے  
اور طرسوسی نے ابوالفضل عبدالواحد تمیمی سے اور تمیمی نے شیخ ابوبکر شبلی سے  
اور شیخ ابوالقاسم جنید سے اور جنید نے سری سقطی سے اور سری سقطی نے شیخ  
معروف کرخی سے اور شیخ معروف کرخی نے داؤد طائی سے اور داؤد طائی  
نے حبیب عجمی سے اور حبیب عجمی نے شیخ حسن بصری سے اور حسن بصری نے  
امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے پہنا اور مولے مرتضیٰ علی نے  
سید المرسلین حبیب رب العالمین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سے لیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین سے لیا اور حضرت  
جبریل علیہ السلام نے حق جل جلالہ و عظم نوالہ سے لیا۔ (قائد ص ۴۷)

آپ کے علوم ظاہری و باطنی کی وسعت کا بیان ہو سکتا ہے۔ علامہ ابن  
جوڑی کے صاحبزادے شیخ ابو محمد یوسف ذکر کرتے ہیں کہ حافظ ابوالعباس

۱۔ امام ابوالفرج عبدالرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد القرشی العتیمی الصدیقی البغدادی معروف  
باقی ص ۴۶ پر

احمد بن احمد بغدادی بتدیجی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز میں اور تیرے والد (ابن جوزی) سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوئے قاری نے ایک آیت پڑھی۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں ایک وجہ بیان فرمائی۔ میں نے تیرے والد سے پوچھا، کیا آپ کو یہ وجہ معلوم ہے وہ بولے ہاں پھر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور وجہ بیان فرمائی۔ میں نے تیرے والد سے پوچھا۔ کہ مجھے یہ وجہ معلوم ہے۔ وہ بولے ہاں۔ اسی طرح ایک آیت کی تفسیر میں گیارہ وجہیں بیان فرمائی اور میں ہر دفعہ تیرے والد سے پوچھتا جاتا تھا کیا آپ کو یہ وجہ معلوم ہے اور وہ کہے جاتے ہیں۔ ہاں۔ پھر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ کے بعد ایک اور وجہ بیان فرمائی میں نے تیرے والد سے پوچھا، کیا آپ کو یہ وجہ بھی معلوم ہے۔ وہ بولے نہیں۔ اسی طرح شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائی اور ہر وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب فرمایا اور تیرے والد کہتے جاتے

بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھا۔ جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا۔ موضوعات۔ تبس المیس منتظم فی تاریخ ادم تلیق فہوم الاثرۃ فی التاریخ والیسرة اور لفظ المتافع وغیرہ بہت سی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ رمضان ۵۹۷ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا کہتے ہیں کہ مرتے وقت آپ نے وصیت کی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے ان کا تراشہ میرے حبرے میں ہے مرنے کے بعد جب حبر کو بند میں تو غسل کے لئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں۔ چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا اور پانی گرم ہو کر کچھ تراشا پھ ربا۔

تھے، یہ وجہ مجھے معلوم نہیں اور وہ شیخ رضی اللہ عنہ کے علم کی وسعت پر  
تعجب کرتے تھے پھر شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اب ہم قال چھوڑ کر  
حال کی طرف آتے ہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
یہ کلمہ شریف آپ کی زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ لوگوں میں سخت اضطراب  
پیدا ہو گیا اور تیرے والد نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے (بہجہ ص ۱۱۵)  
شیخ علی بن ابی نصر الہیتی فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ محی الدین  
عبدالقادر رضی اللہ عنہ اور شیخ بقا بن بطور کے ساتھ امام احمد بن حنبل رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ امام موصوف  
اپنی قبر سے نکلے اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے

۱۰ مشائخ عراق میں سے آپ حبیل القدر ولد اور قطب وقت تھے یہ قصبہ زیریان میں رہ جاتے  
تھے جو کوفہ کے راستے میں بغداد سے سات فرسنگ کے فاصلے پر ہے آپ صاحب کرامات و مقامات  
تھے۔ جمادی الاول ۵۶۴ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ زیریان میں آپ کے مرقد مبارک پر بڑا اونچا  
گنبد ہے۔ لوگ زیارت کرتے ہیں اور نذریں چڑھاتے ہیں رجم البلدان لیاقوت الحموی تحت  
زیریان (بہجہ ص ۵۴) سمیت نواح بغداد میں انبار سجاد پر دریائے فرات کے کنارے پر ایک  
شہر ہے جہاں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ کذا فی معجم البلدان  
۱۱ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک بغداد میں مقبرہ باب حرب میں واقع ہے جہاں  
حضرت بشرحانی اور ابو بکر خطیب وغیرہ بیشتر علماء و صلحا مدفون ہیں (معجم البلدان۔ تحت باب الحرب)  
۱۲ امام احمد بن حنبل شیبانی مروزی بغدادی صاحب مذہب ہیں ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے



لکایا اور خلعت پہنائی۔ اور فرمایا اے عبدالقادرؒ میں علم شریعت و علم حقیقت و علم حال و فعل حال میں تیرا محتاج ہوں۔ (بہجہ ص ۱۱۹)

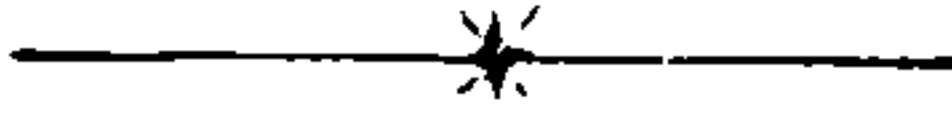
شیخ عمران کمیانی اور شیخ بھرار نے بغداد میں ۵۹۱ھ میں ذکر کیا کہ ہماری موجودگی میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو محی الدین کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں جمعہ کے دن ۱۵ھ میں بولہنہ پاسفر سے بغداد میں آیا۔ ایک لاغر بد رنگ بیمار پر میرا گزر ہوا۔ اس نے کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَبْدَ الْقَادِرِ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا میرے پاس آؤ۔ میں اس کے نزدیک گیا تو اس نے کہا مجھے بٹھاؤ میں نے اُسے بٹھایا۔ پس اُس کا جسم موٹا تازہ ہو گیا اور اس کی صورت اچھی ہو گئی اور رنگ صاف ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں اُس سے ڈر گیا۔ اُس نے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا، نہیں۔ اس نے کہا میں دین ہوں۔ میں مر رہا تھا۔ جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مجھے زندہ کر دیا۔ آپ محی الدین ہیں۔ اس سے

تحصیل علم کے لئے کوفہ بصرہ، مکہ مشرفہ، مدینہ منورہ، یمن۔ شام اور جزیرہ کا سفر اختیار کیا امام بخاری، امام مسلم، امام ابو زرعہ اور ابو داؤد سجستانی وغیرہ حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں امام شافعی کا قول ہے کہ میں نے بغداد میں فقہ، ورع، زہد اور علم میں امام احمد سے بڑھ کر کسی کو نیچے نہیں چھوڑا۔ بہ قول امام ابو زرعہ آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں آپ کی مندرجہ مطبوعہ مصر ص ۱۱۹

میں موجود ہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کے جنازے پر لاکھوں نے نماز پڑھی۔ (دیکھو۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للتاج السبکی۔ جزو اول ص ۱۹۹)

رخصت ہو کر میں جامع مسجد کو آیا۔ ایک شخص مجھ سے ملا، اس نے اپنا پاپوش  
میرے لئے اتار دیا اور کہا یا ستیدی محی الدین۔ جب میں نماز جمعہ سے فارغ ہوا  
تو لوگ میری طرف بھاگے۔ وہ میرے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے  
یا محی الدین۔ حالانکہ اس سے پہلے مجھے کبھی محی الدین نہ پکارا گیا تھا۔

(بہجہ - ص ۵۴)



# بشارات اقوال مشائخ

مُصنوع غوث اعظم سیدنا شیخ میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی

کے کمالات کا اندازہ انہی مشائخ کرام کے اقوال سے ہو سکتا ہے جو بحر عرفان و دولت کے شنوار ہیں۔ اس قسم کے مشائخ بکثرت ہیں۔ مگر ہم بہ طور مشتے نمونہ از خروار صرف چند قول نقل کریں گے۔

شیخ ابو محمد شنبکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ ابو بکر بن ہزار البطاحی کو سنا کہ فرماتے تھے، عراق کے اوتاد اٹھیں

سے شیخ ابو بکر کردوں کے قبیلہ ہزارہین میں سے تھے۔ بطاح (سرزمین ماہین بصرہ و واسط) میں رہا کرتے تھے وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ عراق میں مجدد و طریق سلف تھے۔ آپ پہلے بزرگ ہیں جن کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں خرقہ پہنایا۔ جب بیدار ہوئے تو خرقہ اپنے اوپر پایا۔ آپ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس چار شبہ میری قبر کی زیارت کرے گا وہ اپنی قبر میں آگ سے نجات پائے گا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ میں نے اللہ عزوجل سے عہد لیا ہے کہ جو جسم میرے حرم یعنی تربیت میں داخل ہوئے گا نہ جلے گی۔ کہا جاتا ہے کہ مچھل اور گوشت جو آپ کی تربیت شریف پر جلے وہ آگ سے روکتا ہے نہ جھنا جا سکتا ہے (ہجوہ ص ۱۳۱)

معروف کرخی - احمد بن حنبل - بشر حافی - منصور بن عمار جنید - سمری - سہل بن  
عبداللہ نشری - عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین -  
ہم نے آپ سے دریافت کیا کہ عبدالقادر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا  
عجمی شریف ہیں، جن کا مسکن بغداد اور ظہور پانچویں صدی میں ہوگا اور وہ منجملہ  
صدیقین اور افراد اعیان الدنیا قطاب الارض ہوں گے (بہجہ ص ۱۳۴)  
اسی طرح شیخ ابو بکر ایک روز اثنائے وعظ میں اولیائے کرام کا ذکر  
کرتے ہوئے فرمایا کہ عراق میں ایک عجمی ظاہر ہوگا - اللہ اور بندوں کے نزدیک  
اس کا بڑا مرتبہ ہوگا - اس کا نام (سیدنا شیخ) عبدالقادر (رضی اللہ عنہ)  
اور مسکن بغداد ہوگا - وہ یہ کہے گا قدمی ہذہ علی دقبة کل ولی اللہ  
میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) اور اُس وقت کے اولیاء اللہ اُس کے آگے سر  
جھکائیں گے - وہ اپنے وقت کا فرد ہوگا - (بہجہ - ص ۱۳۵)  
شیخ عزازین مستورع بطائحی نے ۲۸۹ھ میں فرمایا کہ بغداد میں ایک  
عجمی نوجوان شریف (سیدنا شیخ) عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) نام داخل ہوا ہے، وہ

۵ آپ منہر مشائخ عراق میں سے ہیں - آپ سے جن ہمکلام ہوئے تھے - شیر و دوحوش آپ سے انس  
رکتے تھے اور پرندے آپ کی پناہ بیٹے تھے - آپ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ سے انس رکھتا ہے، اُس  
سے سب چیزیں انس رکھتی ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں - ایک دفعہ آپ کھجوروں  
کے باغ میں سے گزر رہے تھے کہ کھجوروں کو طبیعت چاہی - پس درخت خرما کی شاخیں اتنی جھک  
آئیں کہ آپ نے کھجوریں توڑ کر کھائیں - پھر شاخیں اپنی اصلی حالت پر ہو گئیں (بہجہ ص ۱۳۵)

عنقریب ہیبت ناک مقامات کی سیر کرے گا اس سے بڑی بڑی کرامتیں  
نظاہر ہوں گی۔ وہ حال پر غالب ہوگا۔ رفعت محبت میں بلند ہوگا۔ کچھ مدت  
کون اور مافی الکون اس کے سپرد ہوں گے۔ اُسے تمکین میں قدم راسخ  
اور حقائق میں ید بیضا حاصل ہوگا اور وہ ان ارباب مراتب میں سے ہوگا جو  
بہت سے اولیاء کو نصیب نہیں ہوئے (بہجہ الاسرار ص ۱۲۱)

شیخ منصور بطاحی کی مجلس میں سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ  
کا ذکر آیا، تو آپ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں اُن کی ضرورت  
پڑے گی۔ عارفین میں ان کا مرتبہ بلند ہوگا اور ان کی وفات اس حال میں ہو  
گی کہ وہ اُس وقت میں روئے زمین پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک  
سب سے محبوب ہوں گے پس تم میں سے جو اُس وقت کو پائے اُسے چاہیے  
کہ اُن کی حرمت کو ملحوظ رکھے اور ان کی تعظیم کرے (بہجہ ص ۱۲۲)

حضرت تاج العارفین ابوالوفاء محمد کاکیس ایک روز کرسی پر وعظ  
فرما رہے تھے کہ اتنے میں سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ جو بغداد میں

آپ کا بر مشائخ عراق میں سے ہیں۔ صاحب کرامات تھے۔ تو آپ کی والدہ حمل میں نبی رشتہ کے  
سبب شیخ ابو محمد شنبلی کے ہاں جایا کرتی تھیں۔ تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ سے سبب پوچھا  
تو فرمایا کہ میں اس بچے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا ہوں جو ان کے پیٹ میں ہے کیونکہ وہ بچہ مقرب  
اور اصحاب مقامات میں سے ہے (بہجہ ص ۱۲۳)

آپ عراق میں پہلے تاج العارفین ہیں۔ آپ کے مریدین میں سے چالیس بزرگ صاحب حال تھے

نور دتھے آپ کی مجلس میں آئے۔ تاج العارفین نے سلسلہ کلام قطع کر دیا اور شیخ کے نکال دینے کا حکم دیا۔ فوراً تعمیل کی گئی۔ تاج العارفین نے کلام شروع کیا۔ پھر حضرت شیخ رضی اللہ عنہ مجلس میں داخل ہوئے۔ تاج العارفین نے سلسلہ کلام قطع کر کے شیخ کے نکلنے کا حکم دیا۔ پس شیخ رضی اللہ عنہ نکال دیئے گئے۔ تاج العارفین کرسی سے اترے اور آپ سے معافی کیا اور حضورؐ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور حاضرین سے فرمایا کہ اے اہل بغداد اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے جو ان کے نکلنے کا حکم دیا تھا وہ امانت کے لئے نہ تھا بلکہ اس لئے کہ تم اس کو پہچان لو۔ معبود حقیقی کی عزت کی قسم کہ اس کے سر پر جھنڈے ہیں۔ جن کے پھریرے مشرق و مغرب سے تجاوز کر گئے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔

عبدالقادر! اب وقت ہمارا ہے، یہ عنقریب تمہارا ہو جائے گا۔ عبدالقادر! تجھے عراق عطا ہوا ہے۔ عبدالقادر! ہر ایک مرغ بانگ دیتا ہے پھر چپ ہو جاتا ہے۔ مگر تیرا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہے۔ پھر آپ نے اپنا سجادہ، تمیض، تسبیح، پیالہ اور عصا (سیدنا) غوث اعظم

---

آپ کا قول ہے کہ انسان شیخ نہیں بن سکتا جب تک کہ کاف سے قاف تک نہ جان لے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کاف و قاف سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ اول کن کے ساتھ ابتدا سے آفرینش سے بیکر مقام و تعوہم مستولون تک جو کچھ کونین میں ہے سب پر اللہ تعالیٰ شیخ کو مطلع کر دیتا ہے ماہ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ میں فلینیا میں آپ کا وصال ہوا۔ از ہجہ الاسرار ص ۱۴۱

کو عطا کیا۔ جب مجلس ختم ہوئی اور تاج العارفین کرسی سے اترے تو اخیر پایہ پر بیٹھ گئے اور (سیدنا) شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔  
عبدالقادر! جب تیرا وقت آئے تو اس پیرمی کو یاد کرنا، اور اپنی  
ڈاڑھی ہاتھ سے پکڑ لی (بہجہ ص ۱۴۴)

سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تاج العارفین قدس سرہ کی زیارت  
کو اکثر قلمینیا میں آیا کرتے تھے۔ جب تاج العارفین آپ کو دیکھتے تو کھڑے  
ہو جاتے اور حاضرین سے فرمایا کرتے کہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور  
بعض دفعہ آپ منے کے لئے چند قدم آگے بڑھتے اور کبھی فرماتے کہ جو شخص  
اس نوجوان کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ وہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ جب بار  
بار تاج العارفین سے یہ امر ظہور میں آیا تو آپ کے اصحاب نے سبب دریافت  
کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نوجوان کا ایک وقت ہے جب وہ آئے گا تو ہر  
خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے۔ میں تو گویا دیکھ رہا ہوں کہ وہ بغداد  
میں علی رؤس الاشہاد یہ کہہ رہا ہے اور وہ سچا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی  
اللہ کی گردن پر ہے۔ پس اس کے وقت میں اولیاء کی گردنیں اس کے آگے  
جھک جائیں گی۔ کیونکہ وہ اپنے وقت میں ان کا قطب ہوگا۔ اس لئے تم میں  
سے جو شخص اس وقت کو پائے۔ اُسے چاہئے کہ اُس کی خدمت کو لازم  
سمجھے۔ (بہجہ ص ۱۴۵)

شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی کا بیان ہے کہ میں ۵۰۳ھ میں

آپ صاحب کشف دکرامات تھے۔ درنجان کے قریب شہر سہروردی میں ۵۰۳ھ میں پیدا ہوئے  
۵۰۳ھ

بغداد میں شیخ حماد و باس کی خدمت میں تھا۔ ان دنوں میں سیدنا شیخ عبدالقادر  
رضی اللہ عنہ آپ کی صحبت میں تھے۔ وہ آئے اور اب سے شیخ حماد کے سامنے  
بیٹھ گئے۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے اٹھنے کے بعد شیخ حماد نے فرمایا  
اس عجمی کا وہ قدم ہے جو اپنے وقت میں اولیائے زمانہ کی گردن پر ہو گا  
اور وہ حکم سے کہے گا کہ "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔" اور اس  
وقت کی اولیاء کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں گی۔ (بہجہ ص ۵)  
شیخ عقیلؒ مہنجی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اس وقت کا قطب

جوانی میں تحصیل علم کے لئے بغداد آئے۔ مدرسہ نظامیہ میں حدیث کے استاد تھے اور مفتی بھی تھے  
مفتی العسراقین و قدوة الفریقین آپ کا لقب تھا۔ بغداد میں ۳۶۳ھ میں انتقال فرمایا اور دریا  
دجلہ کے کنارے پل کہنہ کے متصل اپنے مدرسہ میں دفن ہوئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی  
آپ کے بھتیجے ہیں۔ عوارف المعارف میں ان سے بہت کچھ منقول ہے (بہجہ ص ۲۳۳ معجم البلدان

تحت لفظ سہروردی)

۷۲ آپ مشائخ شام کے شیخ تھے۔ مقام منبج میں (جو حلب سے دس فرسنگ ہے) انچاس سال  
رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کو طیار کہتے ہیں۔ کیونکہ جب آپ نے منبج سے بلاد مشرق کو جانے کا  
ارادہ کیا تو اس کے مناسے پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا۔ وہ آپ کی طرف آئے تو آپ ہوا میں اڑے اور  
لوگ دیکھ رہے تھے۔ جب آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو زمین پر لایا۔ آپ کو خواص بھی کہتے ہیں کیونکہ  
ایک دفعہ آپ اپنے پیر بھائیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے شیخ مسلمہ کی زیارت کو نکلے۔ جب  
دریائے فرات پر پہنچے تو ہر ایک نے اپنا اپنا سجادہ سطح آب پر بچا دیا اور دریا کو عبور کیا۔ مگر آپ



کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت کا قطب مکہ مشرفہ میں پوشیدہ ہے۔ اولیاء کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں عنقریب ایک عجمی جوان شریف ظاہر ہوگا۔ جو بعد میں لوگوں کو دغظ کرے گا۔ اور خاص و عام اس کی کرامت کو پہچانیں گے۔ وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہے گا۔ "کہ میرا یہ قدم ہر وہی کی گردن پر ہے۔ اولیاء اللہ اپنی گردنیں اس کے آگے جھکا دیں گے۔ اگر میں اس کے زمانے میں ہوتا تو اپنا سر اس کے آگے جھکا دیتا۔ جو اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے نفع دے گا (بہجہ ص ۵)

شیخ ابوالاحمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ الجونی الملقب بالحق نے ۴۶۸ھ میں کوہ خرد میں اپنی خلوت میں فرمایا کہ سرزمین عجم میں عنقریب ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کی کرامت کے سبب بڑی شہرت ہوگی۔ تمام اولیاء کے نزدیک اس کو قبولیت تامہ ہوگی۔ وہ کہے گا کہ "میرا یہ قدم ہر وہی اللہ کی گردن پر ہے۔" اس وقت کے اولیاء اس کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ اس کے وجود سے اہل زمانہ مشرف پائیں گے، جو اسکی زیارت کرے گا وہ نفع اٹھائے گا (بہجہ ص ۵)

---

نے اپنے سجادہ پر بیٹھ کر دریا میں غوطہ لگایا اور دوسری طرف جانکے اور آپ کی کوئی چیز نہ بیگی۔ جب آپ کے مرشد نے یہ ماجرا سنا تو فرمایا کہ شیخ عقیل خراسین میں سے ہیں۔ آپ کی اور کرامات مشہور ہیں (بہجہ الاسرار ص ۱۴۸)

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بن ابی العزیز کا بیان ہے کہ سیدی  
شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ اکثر شیخ عدی بن مسافر کی تعریف  
کیا کرتے تھے۔ اس لئے مجھے اُن کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے اپنے  
شیخ سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ میں سفر طے  
کر کے کوہ ہیکار میں آیا اور شیخ عدی کو باس میں اپنے زاویہ میں کھڑا پایا  
مجھے دیکھ کر فرمانے لگے :- عمر! تو سمندر کو چھوڑ کر نہر کے پاس آیا ہے۔  
عمر! شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اس وقت تمام اولیاء کی باگوں کے مالک  
اور تمام مجبین کی سوار لیلوں کے قائد ہیں۔ (بہجۃ الاسرار - ص ۱۵۳)

شیخ علی بن ابی نصر البیتی فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ عبدالقادر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی  
زیارت کی۔ آپ نے فرمایا اَلَسَّلَامُ عَلَیْکَ اے شیخ معروف آپ ایک درجہ

۱۰ آپ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اکابر اصحاب میں سے ہیں۔ پہلے بزاز می کی دوکان  
کیا کرتے تھے۔ پھر چھوڑ کر زاویہ نشین ہو گئے۔ بڑے مشہور تھے۔ لوگ نذر میں لے کر حاضر  
ہوا کرتے تھے۔ ۱۰ رمضان ۳۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا (قلائد - ص ۱۲)  
۱۱ یہ شہر ملک شام میں دریائے فرات کے مغربی کنارے حلب درقہ کے درمیان واقع ہے  
علامہ یاقوت لکھتے ہیں کہ دریائے فرات مشرق کو جتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اب باس سے چار  
میل مشرق کو ہے۔

۱۲ ابراہیم محفوظ معروف بن فیروز الکرخی مشہور و معروف اولیائے کرام میں سے ہیں۔ مجاہد الدعوات

ہم سے آگے ہیں۔ پھر دوسری بار جو زیارت کی اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ تو فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكَ اے شیخ معروف ہم دو درجے آپ سے آگے بڑھ گئے۔ شیخ معروف نے قبر میں سے جواب دیا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا سَيِّدَ اَهْلِ الزَّمَانِ - (بہجہ ص ۲۳)

اسی طرح دیگر اولیائے کرام نے آپ کی شان میں الفاظ ذیل استعمال کئے ہیں۔

رَبِّجَانَتَا مَسَارِدِ الْاَوْلِيَاءِ فِي هَذَا الزَّمَانِ وَقُوبِ اَهْلِ الْاَرْضِ

اَلِي اللّٰهِ وَاجْهَمِ الْيَمِيْنِ فِي هَذَا الْعَصْرِ - (بہجہ - ص ۱۶۲)

رَبِّجَانَتَا اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ (بہجہ - ص ۱۶۵)

اَمَامِ اَهْلِ الْاَرْضِ (بہجہ ص ۱۶۵)

فَرَادِ الْاَحْبَابِ وَقُطْبِ الْاَوْلِيَاءِ فِي هَذَا الْوَقْتِ (بہجہ - ص ۱۶۳)

مَنْ صَدَّقَ اَهْلَ حَضْرَةِ الْقُدْسِ (بہجہ ص ۱۶۱)

تھے امام داؤد ظانی کی صحبت میں رہے۔ شیخ سری سقطی آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ مرغن موت میں آپ سے کہا گیا کہ کچھ وصیت فرمائیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میری تمہیں تصدق کر دی جائے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے ننگا جاؤں جس طرح ننگا تھا۔ بغداد میں ۲۰۰ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں کرخ میں دفن ہوئے۔ آپ کا مزار معروف ہے۔ اہل بغداد طلب باران کیلئے آپ کے مزار مبارک سے تو سُل کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیخ معروف کی قبر تریاقِ حیات دیکھو طبقات کبریٰ الشجرانی جزاقل ص ۱۵۱ حیوۃ المیسوت جز ثانی ص ۱۵۱ معجم البلدان لفظ کرخ بلدان۔

سَيِّدَا اَوْلِيَاءِ وَالْمُقَرَّبِينَ فِي هَذَا حِينِ (رہجہ - ص ۱۸۳)  
اَمَامَ الصِّدِّيقِينَ وَجِهَةَ اللّٰهِ عَلٰى الْعَارِفِينَ (رہجہ ص ۱۹۰)  
خَيْرَ اَهْلِ الْاَرْضِ فِي هَذَا الْوَقْتِ (رہجہ ص ۱۹۶)  
فَاَنْتَ دَكْبُ الْمَحْبَبِينَ وَقَدْوَةُ السَّالِكِينَ (رہجہ ص ۱۹۸)  
اَكْمَلُ اَوْلِيَاءِ وَاوْرَعُ الْعُلَمَاءِ وَاَعْلَمُ الْعَارِفِينَ وَاَمْكَنُ  
الْمَشَائِخِ (رہجہ ص ۲۱۳)

سَيِّدُ الْمَحْقُقِينَ (رہجہ ص ۲۲۱) ص ۱  
اَعْيَانُ الدُّنْيَا وَاَحَدُ اَفْرَادِ الْاَوْلِيَاءِ (رہجہ ص ۲۳۲)  
خَيْرُ النَّاسِ فِي زَمَانِنَا هَذَا وَسُلْطَانُ الْاَوْلِيَاءِ وَسَيِّدُ الْعَارِفِينَ  
فِي وَقْتِنَا - (رہجہ الاسرار ص ۲۳۳)

اس بیان کو ایک عبرت انگیز واقعہ پر ختم کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو سعید عبداللہ محمد بن ہبۃ اللہ تمیمی شافعی نے ۵۸ھ میں جامع دمشق میں بیان کیا کہ میں جوانی میں تحصیل علم کے لئے بغداد گیا۔ وہاں مدرسہ نظامیہ میں ابن السقا میرا رفیق تھا۔ ہم عبادت کیا کرتے تھے اور صالحین کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ان دنوں میں بغداد میں ایک شخص تھا جسے غوث کہا کرتے تھے اس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ وہ جب چاہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہے غائب ہو جاتا ہے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی وہیں تعلیم پاتے تھے۔ ایک روز ہم تینوں اُس غوث کی زیارت کے لئے گئے راستے میں ابن السقا نے کہا میں اُس غوث سے آج ایک مسئلہ پر چھوڑ گا۔ جس

کا جواب وہ نہ دے سکے گا۔ میں نے کہا۔ میں بھی ایک مسئلہ دریافت کروں گا تاکہ دیکھوں وہ کیا جواب دیتا ہے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی پناہ کہ میں اس کے سامنے اس سے کچھ پوچھوں۔ میں تو اس کی زیارت کی برکات کا منتظر ہوں گا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو اس غوث کو مکان میں نہ پایا اس لئے ہم تھوڑی دیر ٹھہرے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ابن السقا کی طرف غصہ سے نگاہ کی اور کہا اے ابن السقا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب مجھے نہ آئے۔ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ تجھ میں کفر کی آگ شعلہ زن ہے۔ پھر اس غوث نے میری طرف دیکھ کر فرمایا اے عبداللہ کیا تو مجھ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے تاکہ دیکھے میں کیا جواب دیتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس جواب یہ ہے تیری بے ادبی کے سبب تجھ پر دنیا تیرے کانوں کی ٹوٹک گرے کی۔ پھر اس نے (سیدنا) شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ کی۔ اُسے اپنے پاس بٹھایا۔ اس کی عزت کی اور فرمایا، اے عبدالقادر! تو نے اپنے ادب سے اللہ اور رسول کو راضی کر لیا۔ میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں مجمع میں کرسی پر بیٹھا ہوا وعظ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر وہی کی گردن پر ہے" میں گویا تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیری عظمت کے آگے اپنی گردنیں جھکا دی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ غوث اسی وقت ہم سے غائب ہو گیا اور ہم نے پھر اُسے نہیں دیکھا۔ مگر اس کے ارشاد کے مطابق سیدنا شیخ عبدالقادر

کے لئے قرب الہی کی علامت ظاہر ہوئی۔ خاص و عام اس پر جمع ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ ”میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے“ اور اس وقت کے اولیاء نے آپ کی افضلیت کو تسلیم کر لیا۔

ابن السقا علوم شرعیہ میں مشغول ہوا یہاں تک کہ ان میں ماسر ہو گیا اور اپنے زمانے کے بہت سے لوگوں سے سبقت لے گیا اور تمام علوم میں مناظرہ میں مخالف کو ساکت کرنے میں مشہور ہو گیا۔ چونکہ فیض اور صاحب عظمت بھی تھا۔ اس لئے خلیفہ وقت نے اُسے اپنا مقرب بنا لیا اور شاہ روم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا شاہ مذکور نے اُسے صاحب فنون و فصاحت و سمت پایا اور اس سے خوش ہوا۔ اور عیسائی مذہب کے علماء اور پادریوں کو مناظرہ کے لئے جمع کیا۔ ابن السقا نے مناظرہ میں سب کو ساکت کر دیا اس لئے وہ شاہ روم کی نظر میں بڑھ گیا۔ پھر اس نے بادشاہ کی لڑکی جو دیکھی تو اُس پر عاشق ہو گیا۔ اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کا نکاح مجھ سے کر دیا جائے۔ شاہ روم نے کہا تمہارے عیسائی ہونے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ابن السقا عیسائی ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنی لڑکی اس سے بیاہ دی تب ابن السقا کو اس غوث کا قول یاد آیا اور وہ سمجھ گیا کہ اسی کے سبب میں اس مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں۔

رہا میں۔ سو میں دمشق میں آیا اور سلطان نور الدین شہید نے مجھے بلایا اور اوقاف کا حاکم بنا دیا۔ پس ہر طرف سے دنیا مجھ پر ٹوٹ پڑی۔ اس طرح ہم تینوں کی نسبت جو کچھ اس غوث نے فرمایا تھا، وہ بالکل سچ نکلا (بوجہ صحت)

واقعه مذکورہ بالا کو نقل کر کے شیخ ابن حجر مکی یوں تحریر فرماتے ہیں۔  
وفي هذه الحكاية التي كانت ان تتراثر في المعنى لكثرة ناقلها وعد التهم  
فيها ابلغ ذجروا كدروع عن الانكار على اولياء الله تعالى خوفا من  
ان يقع المنكر فيما وقع فيه ابن السقا من تلك الفتنة المهلكة الابدية  
التي لا اقبه منها ولا اعظم منها نعوذ بالله من ذلك ونسألته بوجهه  
الكريم وحبيبه الرؤف الرؤف الرحيم ان يومنا من ذلك ومن كل  
فتنة ومحنة بمنه وكرمه وفيها ايضا التعت على اعتقادهم والاذ  
معهم وحن الظن بهم ما امكن رفادى حديثه مطبوعه مصر ص ۲۳۲

ترجمہ :- اس حکایت میں جو ناقلمین عادیین کی کثرت کے سبب معنی کی رو سے  
متواتر ہے، اولیاء اللہ سے انکار پر بڑی زجر و توبیخ ہے کہ مبادا منکر اولیاء اللہ  
ابن السقا کی طرح ابدی ہلاکت کے فتنہ میں مبتلا ہو کہ جس سے بدتر اور بزرگتر  
کوئی فتنہ نہیں۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اس کی ذات کریم اور  
اس کے رؤف و رحیم حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگتے  
ہیں کہ وہ اپنے احسان و کرم سے ہمیں اس سے اور ہر ایک فتنہ اور بلا سے  
امن میں رکھے اور نیز اس حکایت میں اس امر کی بڑی ترغیب ہے کہ جہاں  
تک ہو سکے اولیاء اللہ کی نسبت حسن اعتقاد اور حسن ظن رکھنا چاہیے اور  
ان کا ادب کرنا چاہیے۔ انتہی



## وعظ تدریس و افتاء

جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علوم ظاہری و باطنی سے متعلیٰ ہوئے، تو وعظ و تدریس پر مامور ہوئے۔ آپ کی پہلی مجلس وعظ حلبہ برانیہ میں ماہ شوال ۵۲۱ھ میں منعقد ہوئی۔ چنانچہ آپ نے ۵۵۳ھ میں کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنے وعظ کی ابتدائیوں بیان فرمائی کہ میں نے بروز سہ شنبہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ ظہر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے! تو وعظ کیوں نہیں کرتا؟ میں نے عرض کی، آبا جان! میں اعجمی (غیر فصیح) ہوں۔ بغداد میں فصحاء عرب کے سامنے کس طرح کلام کروں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا منہ کھول۔ میں نے منہ کھولا، تو حضور نے سات بار لعاب و ہن میرے منہ میں ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ لوگوں کو وعظ کرو اور حکمت و مواعظ حسنہ سے اپنے رب کے راستے کی طرف بلا۔ پس میں نماز ظہر پڑھ کر بیٹھ گیا۔ بہت سے لوگ میرے پاس آئے، میں گھبرا گیا۔ پس میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مجلس میں اپنے آگے کھڑے دیکھا حضرت مولیٰ مرتضیٰ نے فرمایا اے میرے بیٹے! تو وعظ کیوں نہیں کرتا؟ میں نے کہا۔ آبا جان! میں گھبرا گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھول۔ میں نے منہ کھولا۔ تو آپ نے چھ بار اپنا لعاب و ہن میرے منہ میں ڈالا

۱ بغداد کے مشرق میں باب الازج کے متصل ایک بڑا حبیب ہے۔



میں نے عرض کی پورے سات بار کیوں نہیں ڈالتے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر مولے مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مجھ سے غائب ہو گئے اور میری زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ غثواص الفکر یغوص فی بحر القلب دد المعارف فیستخرجها الی ساحل الصدور فینادی علیہا سمسار ترجمان اللسان فتشتري بنفاس اثمان حسن الطاعة فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔

کہتے ہیں کہ یہ پہلا کلام ہے جو کرسی پر لوگوں کے آگے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے نکلا۔ (بہجہ ص ۲)

گھوڑے عرصے میں آپ کے وعظ میں لوگ بکثرت شامل ہونے لگے جب باب الحلبہ کے حصے میں گنجائش نہ رہی۔ تو آپ کی کرسی شہر کے باہر عید گاہ میں لے گئے وہاں بھی لوگ جوق در جوق شوق سے گھوڑوں، چمچوں گدھوں اور اونٹوں پر آیا کرتے تھے۔ حاضرین مجلس کی تعداد تقریباً ستر ہزار ہوا کرتی تھی (بہجہ ص ۹۲)

آپ کی مجلس میں اکابر مشائخ عراق و علمائے کرام و مفتیان عظام کے علاوہ ملائکہ و جن و غیرہ، رجال غیب بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب آپ

---

ترجمہ۔ فکر کا عواص دل کے سمندر میں معرفتوں کے موتیوں کے لئے غوطہ اٹکاتا ہے۔ پس انکر سینے کے ساحل کی طرف نکالتا ہے۔ پس ترجمان دل کا دلال ان پر بولی دیتا ہے۔ پس وہ ان گھروں میں کہ جن کے بلند کر نیکا اللہ نے حکم دیا ہے حسن طاعت کے اچھے مول پر بیٹھے ہیں۔

کرسی پر رونق افروز ہوتے تو آپ کی ہیبت سے کوئی شخص لعاب دہن نہ پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا اور نہ اٹھ کر وسط مجلس میں جاتا۔ حاضرین پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی۔ یہ آپ کی کرامت تھی کہ آپ کی مجلس میں دُور و نزدیک بیٹھنے والے آپ کی آواز یکساں سنتے تھے۔ آپ اہل مجلس کے خطرات قلبی کے موافق کلام فرماتے تھے۔

چنانچہ عالم زاہد ابو الحسن سعد الخیر انصاری اندلسی کا بیان ہے کہ میں ۵۲۹ھ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور میں اخیر کی صفوں میں تھا۔ آپ زہد پر کلام فرما رہے تھے میں نے دل میں کہا۔ کاش آپ معرفت پر کلام کریں پس آپ نے زہد کو چھوڑ کر معرفت پر وہ تقریر فرمائی کہ میں نے کبھی نہیں سنی۔ پھر میرے دل میں آیا کاش آپ شوق پر کلام کریں۔ پس آپ نے معرفت کو چھوڑ کر شوق پر وہ تقریر فرمائی کہ میں نے ایسی نہیں سنی۔ پھر میرے دل میں خیال آیا، کاش آپ علم فنا و بقا میں گفتگو کریں۔ پس آپ نے شوق کو چھوڑ کر فنا و بقا پر وہ تقریر کی کہ میں نے اس کی مثل نہیں سنی۔ پھر میرے جی میں آیا۔ کاش آپ علم غیب و حضور میں کلام کریں۔ پس آپ نے فنا و بقا کو چھوڑ کر علم غیب و حضور میں ایسی تقریر کی کہ اس کی مثل میں نے نہیں سنی۔ پھر آپ نے فرمایا ابو الحسن! یہ تجھے کافی ہے میں سُنکر اپنے آپے میں نہ رہا اور میں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ (بہار ص ۹۴)

شیخ ابو سعید قلیومی ذکر کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ مشہور مشاعر عراق میں سے ہیں صاحب خوارق و کرامات اور معارف و مقامات تھے۔ آپ ان چار

اور دیگر انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو کئی دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر کی مجلس میں دیکھا ہے۔ کیوں کہ آقا غلام کو اپنی آمد سے عزت بخشا ہے۔ اور انبیائے کرام کی روحیں زمین و آسمان میں اس طرح پھرتی ہیں جیسے دنیا میں ہوا میں چلتی ہیں اور جن درجہ انبیا آپ کی مجلس کی طرف مسابقت کرتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام اکثر آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ جو شخص فلاح چاہے، اس پر اس مجلس کی ملازمت واجب ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو عبد اللہ عبد الوہاب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار ہفتہ میں تین بار وعظ فرماتے تھے۔ جمعہ کی صبح اور شنبہ کی شام کو مدرسہ میں اور یک شنبہ کی صبح کو رباط (خانقاہ) میں۔ اور آپ کی مجلس میں علماء و فقہاء و مشائخ وغیرہم حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ نے ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک چالیس سال لوگوں کو وعظ فرمایا اور ۵۲۸ھ سے ۵۶۱ھ تک پچیس سال اپنے مدرسے میں تدریس و افتاء کا کام سرانجام دیا۔ آپ کی مجلس میں دو شخص ترسیل و تجرید سے الحان کے بغیر پڑھا کرتے تھے اور شریف ابوالفتح ہاشمی بھی آپ کی مجلس کے قاری تھے اور

بزرگوں میں سے ہیں جو کوڑھیوں اور مادرزاد اندھوں کو اچھا کر دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے بندو کے قریب قریہ قیلویہ میں رہا کرتے تھے۔ وہیں قریباً ۵۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور ۱۱۰ھ وہ چار بزرگ یہ ہیں۔ سیدنا شیخ میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی۔ شیخ علی بن ابی نصر البیتنی شیخ بقابن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بہجہ ص ۱۵۳)

دو تین شخص آپ کی مجلس میں مرجایا کرتے تھے آپ جو کچھ مجلس میں فرماتے وہ چار سو عالم وغیرہ کی ذواتوں سے لکھا جاتا تھا۔ اور آپ بہت دفعہ مجلس میں لوگوں کے سروں پر کئی قدم ہوا میں چلتے اور پھر اپنی کرسی کی طرف لوٹ آتے۔ (بہجہ ص ۹۵)

آپ کے خادم ابو محمد عبداللطیف معروف بہ خطاب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ وغلط فرما رہے تھے کہ چند قدم ہوا میں اُڑنے اور فرمایا، اے اسرائیلی ٹھہر، مجھ ہی کا کلام سن جا۔ پھر آپ اپنی جگہ آگئے۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ابو العباس حضرت علیہ السلام ہماری مجلس پر سے تیزی اُسے گزر رہے تھے۔ اس لئے میں نے ان کے پاس جا کر وہ بات کہی جو تم نے سن لی۔ پس وہ ٹھہر گئے۔ (بہجہ ص ۹۷)

آپ کی مجلس مبارک کی برکات احاطہ بیان سے خارج ہیں۔ شیخ ابو حفص عمر بن حصین الطیبی ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! میری مجلس سے الگ نہ رہا کر۔ کیونکہ اس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں اور افسوس ہے اس پر جس کے ہاتھ وہ نہ آئیں۔ اس پر کچھ مدت گزر گئی۔ ایک دن میں مجلس میں تھا کہ نیند نے مجھ پر غلبہ کیا اور میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے سرخ و سبز خلعتیں اتر رہی ہیں اور اہل مجلس پر گر رہی ہیں۔ چونکہ کر میں نے آنکھیں کھولیں اور کو دپڑا کہ لوگوں کو تباؤں، مگر شیخ رضی اللہ عنہ نے پکار کر فرمایا۔

بیٹا! چپ رہے شنیدہ کے بودماند دیدہ (بہجہ ص ۹۳)

یہی شیخ ابو حفص عمر ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ بلور کی قندیل کی مانند ایک چیز آسمان سے اُتری۔ یہاں تک کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ مبارک کے قریب ہو گئی۔ پھر لوٹ آئی اور جلد آسمان پر چڑھ گئی۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ کثرت تعجب سے میں بے اختیار اُٹھا کہ لوگوں کو تباؤں، مگر آپ نے مجھے روک دیا اور فرمایا، بیٹھ جا۔ ہمیشہ صاحب امانت ہوتا ہے۔ یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور شیخ رضی اللہ عنہ کی حیات میں یہ بات کسی سے ظاہر نہ کی۔ (بہجہ ص ۹۲)

شیخ عمر کمبھانی فرماتے ہیں کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی کہ جس میں کوئی یہود و نصرانی اسلام نہ لائے اور کوئی فاسق رہبرنی اور قتل وغیرہ سے تائب نہ ہو اور کوئی رافضی وغیرہ اپنے عقیدہ باطلہ سے رجوع نہ کرے۔

ایک دن ایک راہب آپ کے پاس آیا اور مجلس میں آپ کے دست مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا۔ اُس نے کہا کہ میں مین کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے عزم بالجزم کر لیا کہ جو شخص میرے گمان میں اہل مین میں سے سب سے نیک ہو اس کے ہاتھ پر اسلام لاؤں۔ میں اسی فکر میں بیٹھ گیا اور مجھے نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں۔ اے سنان! بغداد میں جا کر (سیدنا) شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جا۔ کیونکہ اس وقت وہ خیر اہل الارض ہیں۔

اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ عیسائی آپ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان عیسائیوں نے کہا کہ ہم مغرب کے رہنے والے ہیں۔ ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے، مگر مترودو تھے کہ کس کے ہاتھ پر ایمان لائیں۔ پس ایک ہاتھ نے ہم سے کہا۔ اے سلاح پانے والے سوارو! بغداد میں جاؤ اور وہاں (سیدنا) شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر سلام لاؤ۔ کیونکہ ان کی برکت سے تمہارے دل میں وہ ایمان ڈالا جائے گا کہ کہیں تمہیں میسر نہ آئے گا۔ اس طرح پانسو سے زائد یہود و نصاریٰ آپ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ چور اُچکے وغیرہ فاسق تائب ہوئے (بہجہ ص ۹۶)

شیخ ابوالعباس احمد بن یوسف لخمی نہر ملکی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ بقا بن بطو کو سنا کہ فرماتے تھے۔ میں ایک دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ جب آپ منبر کے دوسرے پایہ پر وعظ فرما رہے تھے، تو میں نے دیکھا کہ پہلا پایہ حدنگاہ تک وسیع ہو گیا۔ جس پر سبز سندس کا فرش بچھ گیا اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم جلوہ افروز ہوئے اور حق سبحانہ نے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے دل پر تجلی فرمائی۔ پس آپ ایک طرف کو مائل ہوئے یہاں تک کہ گرنے

لے آپ مشہور و معروف مشائخ عراق میں سے ہیں۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔ بہر الملک کے علاقہ میں قریہ ابنوس میں رہا کرتے تھے۔ وہیں قریباً اسی سال کی عمر میں ۵۵۳ھ میں انتقال فرمایا (بہجہ ص ۹۷)

لگے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرنے سے بچا دیا۔ پھر آپ کا جنتہ گھٹ گیا یہاں تک کہ چڑیا کی مانند ہو گیا اور پھر بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ ڈراؤنی صورت ہو گیا، پھر یہ سب میری نظر سے غائب ہو گیا۔ ابو العباس کا بیان ہے کہ پھر شیخ بقایہ سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کی بابت پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی روایتیں متشکل ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قوت دی ہے کہ جس سے وہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ ان کی روایت کی قوت بخشتا ہے

وہ ان کو اجساد کی صورت اور اعیان کی صفات میں دیکھتا ہے اور اس کی دلیل حدیث معراج ہے۔ جب ان سے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے بڑھنے کی بابت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ پہلی تجلی ایسی صفت کے ساتھ تھی۔ کہ جس کے آگے بجز تائید نبوی کوئی ثابت نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھا تو شیخ رضی اللہ عنہ گر جاتے۔ دوسری تجلی نہ لحاظ موصوف جلال کی صفت کے ساتھ تھی۔ اسی واسطے آپ کا جنتہ گھٹ گیا۔ اور تیسری تجلی مشاہدہ کے لحاظ سے جمال کی صفت کے ساتھ تھی اسی واسطے آپ کا جنتہ بڑھ گیا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہا من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (ہجہ ص ۹۷)

ایک روز حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں قریباً دس ہزار لوگ

جمع تھے۔ شیخ علی بن ابی نصر البیتنی آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو نیندا آگئی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ چپ ہو جاؤ۔ پس وہ ایسے چپ ہوئے کہ گویا ان کے سانسوں کے سوا کسی اور چیز کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ پھر حضرت حضور غوث پاکؑ منبر پر سے اترے شیخ علی کے آگے ادب سے کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھنے لگے پھر شیخ علی جاگ اُٹھے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ شیخ نے جواب دیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی میں نے ادب کیا تھا۔ پھر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ جناب رسالت مآب علیہ الوفا والصلوة نے آپ کو کیا وصیت فرمائی۔ شیخ علی نے جواب دیا کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کی۔ اوی کا قول ہے کہ پھر شیخ علی سے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی میں نے ادب کیا تھا کے معنی دریافت کئے گئے تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا، مگر حضرت غوث رضی اللہ عنہ نے حضور کو حالت بیداری میں دیکھا۔ اُس دن سات شخصوں نے انتقال فرمایا۔ ان میں سے ایک شخص تو مجلس ہی میں انتقال کر گئے اور بعض کو بے ہوشی کی حالت میں گھر لے گئے۔ جہاں اسی دن ان کا انتقال ہو گیا۔ (بہجہ ص ۱۲)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس کی برکتیں حاضرین تک



ہی محدود رہتیں، بلکہ اولیائے وقت مسافت بعید سے آپ کے انفاس قدسیہ سے فیض اٹھاتے تھے۔ چنانچہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن الازہری الحسینی بیان کرتے ہیں کہ مشائخ میں سے جو بغداد آتے، وہ حضرت غوث اعظم رحمہ کی مجلس میں ضرور حاضر ہوتے اور مجھے معلوم نہیں کہ شیخ عبدالرحمن طفسونجی بغداد میں آئے ہوں۔ مگر میں نے ان کو کئی بار طفسونج میں دیکھا ہے کہ دیر تک خاموش رہتے اور فرماتے کہ میں اس لئے سچ ہوں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا کلام مبارک سنوں۔ اسی طرح میں نے شیخ عدی بن مسافر کو کئی دفعہ بلس میں دیکھا ہے کہ آپ اپنے حجرے سے نکل کر بیارٹ میں چلے جاتے اور اپنے عصا سے ایک دائرہ کھینچ کر اس میں داخل ہو جاتے اور فرماتے کہ جو شخص سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا کلام سننا چاہے وہ اس دائرے کے اندر آجائے۔ پس آپ کے اصحاب کبار اس میں داخل ہوتے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا کلام سننے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ حاضرین میں سے کوئی شخص شیخ عدی کی تقریر کو بقید تاریخ و ماہ قلم بند کر لیتا۔ پھر بغداد میں آکر اس کا مقابلہ اس تحریر سے کرتا جو اہل بغداد نے اسی دن شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے سن کر لکھی ہوتی تو دونوں کو بالکل یکساں پاتا۔ اور جس وقت شیخ عدی

---

۱۰ مشہور مشائخ عراق میں سے ہیں۔ صاحب کرامات اور کثیر الاخذ بالمغیبات اور محاب الدعوات تھے۔ طفسونج میں جو عراق کا ایک شہر ہے رہا کرتے تھے وہیں آپ کا مزار مبارک ہے (بہجہ ص ۱۵۶)

وائے میں داخل ہوتے تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے حاضرین مجلس سے فرماتے کہ شیخ عدی بن مسافر بعینہ تم میں ہیں۔ (بہجہ - ص ۹۷)

شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی البیلانی البغدادی نے ۶۲۰ھ میں بغداد میں اور شیخ محمد بن علی السبکی نے ۶۲۱ھ میں قاہرہ میں اور فقہیہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ میں اور شیخ ابو محمد عبد اللہ البغدادی اور شیخ ابو بکر عبد اللہ بن نصر التیمی البکری البغدادی نے ۵۶۴ھ میں بغداد میں اور حافظ ابو العزیز المغیث البغدادی الخبلی نے ۵۷۳ھ میں بغداد میں بیان کیا کہ ہم بغداد میں محلہ حلبہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خالقاہ میں آپ کی مجلس میں حاضر تھے اور اس میں وقت مجلس مشائخ ذیل بھی شامل تھے۔

شیخ علی بن ابی نصر البہیتی زریزانی - شیخ بقابن بطونہرملکی - شیخ ابوسعید قیلوی - شیخ موسیٰ زولی - شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی - شیخ ابوالکرم المعمر - شیخ ابوالعباس احمد بن علی جوہری مصری - شیخ ماجد الکردی - شیخ ابوالحکیم بن ابراہیم نہروانی - شیخ عثمان بن مرزوق قرشی - شیخ مکارم الاکبر - شیخ مسطر الباذرانی - شیخ جاکیر - شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبر - شیخ صدقہ بن محمد بغدادی - شیخ یحییٰ بن محمد ترعش - شیخ ضیاء الدین ابراہیم جوہری - شیخ ابو عبد اللہ محمد دریامی قرشی - شیخ عثمان بن مرزوق بطاحی - شیخ تفتیب البیان

۱۰ روایت کے وقت یعنی ۶۲۰ھ میں آپ کی عمر ایک سو تیس سال سے زیادہ تھی (کذا فی البہجہ)

۱۱ ۶۲۱ھ میں آپ کی عمر سو سال سے زائد تھی (کذا فی البہجہ)

موصلی۔ شیخ ابوالعباس احمد معروف بالیمانی۔ شیخ ابوالعباس احمد قرشی اور  
ان کے شاگرد شیخ داؤد۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ عراقی معروف بالنخاس  
شیخ عثمان بن احمد عراقی معروف بالشوکی۔ شیخ سلطان بن احمد مزین۔ شیخ  
ابوبکر بن عبد الحمید ثیبانی معروف بالجباری۔ شیخ ابوالعباس احمد بن الاستاد۔  
شیخ ابو محمد احمد بن عیسیٰ معروف بالکوسجی۔ شیخ مبارک بن علی الجمیلی۔ شیخ  
ابوالبرکات ابن معدان عراقی۔ شیخ عبد القادر بن حسن بغدادی۔ شیخ ابوالسعود  
احمد بن ابی بکر حزمی عطار۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی المعالی۔ شیخ ابوالقاسم  
عمر بن مسعود بزاز۔ شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی۔ شیخ محمود بن  
عثمان فعال۔ شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصر غزالی۔ شیخ ابو محمد حسن فارسی  
بغدادی شیخ ابو محمد حسن فارسی بغدادی۔ شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی۔  
شیخ ابو حفص عمر کیماتی۔ شیخ عیاد البوب۔ شیخ مظفر جمال۔ شیخ ابوبکر  
حامی معروف بالمزین۔ شیخ جلیل صاحب الخطوۃ والزعمہ۔ شیخ عثمان طریفی  
شیخ ابوالحسن جو سقی معروف بابی عواجہ۔ شیخ ابو محمد عبد الحق حزمی۔ شیخ ابوی  
محمد بن محمد الفراء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اس مجلس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثنائے وعظ  
میں فرمایا کہ ”میرا یہ قدم ہر دلی اللہ کی گردن پر ہے“ یہ سن کر شیخ علی ابن  
ابی نصر البیتی اٹھے اور منبر پر چڑھ کر سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ  
کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا اور حضرت کے دامن کے نیچے ہو گئے۔ اسی  
طرح تمام حاضرین نے اپنی اپنی گردنیں آگے بڑھائیں۔ (بہجہ ص ۸۰)

حاضرین مجلس کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت گردنیں جھکا دیں۔ چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ میں۔ شیخ عبدالرحمن طفسونجی نے طفسونج میں۔ شیخ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بصری نے بصرہ میں۔ شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران میں۔ شیخ سوید سجاری نے سجاہ میں۔ شیخ رملان دمشقی نے دمشق میں۔ شیخ البرمدین نے مغرب میں۔ شیخ عبدالرحیم قنادی نے قنا میں اور شیخ عدی بن مسافر نے بلس میں اسی تاریخ کو اسی وقت اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔ (بہجہ ص ۱۳۱ تا ۱۳۷)

عرض تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات میں سیدنا حضرت غوث اعظم کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکا دیں، ان کی تفصیل یوں

۱۔	
۶۰	عراق
۳۰	شام
۲۷	مغرب
۱۱	حبشہ
۷	وادی سسراندیپ
۲۴	جزائر بحر محیط
۱۷	حرمین شریفین
۴۰	عمجم
۲۰	مصر
۲۳	یمن
۷	سدیا جورج و ما جورج
۴۷	حبیل

بہجہ ص ۱۳۱

۱۔ حران موصل و شام کے راستے میں رقعے جو دریائے فرات پر ہے تین دن کے راہ ہے (کذافی معجم البلدان)

۲۔ سجاہ شہر شہرے جو موصل سے تین دن کی راہ ہے (کذافی معجم البلدان)

شیخ ابوسعید قبلی کا قول ہے کہ جب سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ول اللہ کی گردن پر ہے تو حق عزوجل نے ان کے دل پر سبلی فرمائی اور ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپ کے پاس ایک خلعت آئی جو تمام اولیاء کے سامنے آپ کو پہنائی گئی جو اولیاء اللہ بقید حیات تھے وہ اپنے اجساد کے ساتھ اور جو وصال پا چکے تھے وہ اپنی ارواح کے ساتھ حاضر تھے اور فرشتے اور رجال غیب آپ کی مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا میں صدف بستہ کھڑے تھے۔ حتیٰ کہ افق ان سے بھرا ہوا تھا۔ اور روئے زمین پر کوئی ولی نہ رہا کہ جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو (بہجہ ص ۷)

شیخ عدی بن ابی البرکات صخر بن مسافر سے روایت ہے کہ میرے باپ صخر نے کہا کہ میں نے اپنے چچا عدی بن مسافر سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے یوں کہا ہو کہ "میرا یہ قدم ہر ول اللہ کی گردن پر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس قول کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس قول سے ظاہر ہے کہ شیخ اپنے وقت کے فروتھے۔ میں نے کہا کہ ہر وقت کا ایک فرد ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں مگر سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو امر نہیں کیا گیا کہ یہ قول کہے۔ میں نے کہا کیا شیخ رضی اللہ عنہ کو اس قول کا امر ہوا تھا آپ نے جواب دیا بے شک شیخ کو امر ہوا تھا اور امر ہی کی وجہ سے سب نے ان کے آگے گردنیں جھکا دیں جس طرح فرشتوں

نے امر کے سبب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ (پہچھا ص ۱۱)  
شیخ ابو الفضل احمد بن صالح بن شافع ابجیلی ذکر کرتے ہیں کہ میں مدرسہ  
نظامیہ میں سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور فقہاء و فقراء  
آپ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ان کے سامنے قضا و قدر پر تقریر فرمانے لگے  
اتناے تقریر میں چھت میں سے ایک بڑا سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا  
اور بدن پر سے ہو کر گریبان میں سے نکلا اور آپ کی گود میں گر پڑا۔ سب حاضرین  
بھاگ گئے اور آپ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ سانپ آپ کی گردن مبارک  
پر لپٹ گیا۔ بایں ہمہ آپ نے سلسلہ کلام قطع نہ کیا نہ اپنی نشست تبدیل  
کی۔ پھر زمین پر اترا اور پھر آپ کے سامنے دم کے بل کھڑا ہو گیا اور بھسکا  
مارا پھر آپ نے اس سے اور اس نے آپ سے کچھ کلام کیا۔ جسے ہم میں سے  
کوئی نہ سمجھا بعد ازاں وہ چلا گیا۔ پس لوگ آپ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے  
کہ اس سانپ نے آپ سے اور آپ نے اس سے کیا کہا آپ نے فرمایا کہ سانپ  
نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء کو آزمایا ہے مگر آپ کا سا ثابت قدم نہیں  
دیکھا اور میں نے اس سے کہا کہ تو مجھ پر گر پڑا اور میں قضا و قدر پر کلام کر رہا تھا  
تو محض ایک چھوٹا سا کیڑا ہے قضا تجھے حرکت دیتی ہے اور قدر تجھے ساکن کرتی  
ہے اس لئے میں نے چاہا کہ میرا فعل قول کے مخالف نہ ہو۔

سیدنا عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ثبات قدم کی دوسری مثال  
بروایت شیخ ابو بکر عبدالرزاق یہ ہے کہ میں نے اپنے والد سیدنا شیخ محی الدین  
عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے۔ میں ایک رات جامع

منصور میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ بوریہ پر کسی شے کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی  
ہوئی پس ایک بڑا سانپ آیا اور اس نے میرے سجدے کی جگہ منہ کھولا۔ جب میں  
سجدہ میں گیا تو اس کو ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر جب التحیات کر لے بیٹھا تو وہ میری  
ران پر چلا اور میری گردن پر چڑھ کر لپٹ گیا۔ جب میں نے سلام پھرا تو غائب  
ہو گیا۔ دوسرے روز میں جامع مسجد سے باہر ویرانے میں گیا تو میں نے ایک  
شخص کو دیکھا اس کی آنکھیں طول میں شکافتہ تھیں میں سمجھ گیا کہ یہ کو جن ہے  
اس نے مجھ سے کہا میں وہی سانپ ہوں جسے آپ نے کل رات دیکھا میں نے  
اسی طریق سے بہت سے اولیاء کو آزمایا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی میرے  
آگے آپ کی طرح ثابت قدم نہیں رہا بعض کا ظاہر و باطن مضطرب ہو گیا  
بعض کا باطن مضطرب اور ظاہر ثابت رہا بعض کا ظاہر مضطرب اور باطن  
ثابت رہا مگر آپ کو دیکھا کہ نہ آپ کا ظاہر مضطرب ہوا نہ باطن۔ پھر اس  
نے مجھ سے التجا کی کہ مجھے اپنے ہاتھ پر توبہ کرائیں۔ چنانچہ میں نے اس سے  
توبہ کرائی (بہجہ ص ۷۵)

بغداد میں باب الازج میں سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
استاد قاضی ابوسعید مبارک مخزومی کا ایک عمدہ مدرسہ تھا وہ آپ کے سپرد ہوا  
آپ کے اہتمام میں امیروں کے مال اور فقیروں کے عمل سے اس کے گرد اور  
منازل و مکانات بنائے گئے اس طرح وہ مدرسہ جو اب آپ کی طرف منسوب  
ہے۔ بعد تو سب سے پہلے میں مکمل ہو گیا۔ اس سال آپ نے اسی مدرسے میں  
تدریس و فتویٰ کا کام شروع کر دیا اور اپنی حیات میں جاری رکھا اور علماء فقہاء و

صلحا کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے استفادہ کیا۔ دنیا کے دور دراز مقامات سے لوگ پڑھنے آیا کرتے تھے اور فائز المرام ہو کر اپنے وطنوں کو لوٹ جایا کرتے تھے۔ شریف ابو عبد اللہ محمد بن الخضر حسینی موصلی کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ تیرہ علموں میں کلام فرمایا کرتے تھے اور آپ کے مدرسے میں تفسیر و حدیث اور مذہب و خلاف اور اصول و نحو و قرأت کا درس ہوا کرتا تھا۔ (بہجہ ص ۱۵)

وہ مدرسہ جس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جیسے استاد ہوں۔ اس کے فیضان کی وسعت کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد علی مصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا فرماتے تھے جو مسلمان میرے مدرسے کے دروازے سے گزر جائے اس سے روز قیامت کا عذاب ہلکا کر دیا جائے گا۔

ایک جوان بغداد میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی میرے باپ کا انتقال ہو چکا ہے کل رات خواب میں اُس نے مجھ سے یوں کہا مجھے قبر میں عذاب ہو رہا ہے تو سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا اور ان سے درخواست کر کہ میرے لئے دعا فرمائیں یہ سن کر سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تیرا باپ میرے مدرسے سے گزرا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں بس آپ خاموش ہو رہے۔ دوسرے روز اس جوان نے حاضر ہو کر عرض کی کہ آج کی رات میں نے اپنے والد کو خوشی کی حالت میں سبز حلقہ پہنے دیکھا۔ اس نے مجھ سے یوں کہا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر



کی برکت سے مجھ سے عذاب دور کر دیا گیا ہے اور یہ سبز حُکْمہ پہنایا گیا ہے۔ اے بیٹا تو ان کی خدمت میں رہا کر۔ یہ سُنکر آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جو مسلمان تیرے مدرسے سے گزربے گا۔ اس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ (بچہ ص ۱۱)

ناظرین غور فرمائیں کہ جب حضرت عوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے سے گزرنا موجب تخفیف عذاب ہے تو جن لوگوں نے اس میں تعلیم پائی ان کو کیا شرف حاصل ہوا ہوگا۔

شیخ ابوالعباس نے اسی طرح کا ایک اور واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک روز میں سیدنا حضرت عوث پاک کی خدمت میں حاضر تھا لوگوں نے عرض کی کہ باب الازج کے مقبرے میں ایک قبر سے میت کی آواز آرہی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کیا اس میت نے میرے ہاتھ سے خرچہ پہنا ہے لوگوں نے عرض کی کہ ہمیں معلوم نہیں آپ نے پوچھا کیا وہ میری مجلس میں حاضر ہوا لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا اس نے میرا کھانا کھایا۔ لوگوں نے وہی جواب دیا۔ آپ نے پوچھا کیا اس نے میرے پیچھے نماز پڑھی لوگوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ پس آپ نے فرمایا ایسا کوتاہی کرنے والا خسارے کا مستوجب ہے بعد ازاں آپ نے ذرا مسر جھکایا تو آپ پر ہیبت و وقار ظاہر ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے اور اسے آپ کی نسبت حسن ظن تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اس کے بعد ویر تک اس کی قبر پر لوگوں کی آمد و رفت رہی۔ مگر وہ آواز

سننے میں نہ آئی۔ (بہجہ ص ۱۱)

شیخ عبدالرزاق و شیخ عبدالوہاب اور ابوالقاسم عمر بزاز کا بیان ہے کہ بلاد عراق وغیرہ سے سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مسائل آتے تھے۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ کوئی استفتا آپ کے پاس ایک رات رہا ہوتا کہ آپ اس کا مطالعہ فرمائیں یا اس میں غور و فکر کریں بلکہ استفتا کو پڑھتے ہی جواب تحریر فرما دیا کرتے تھے اور امام شافعی اور امام احمد کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

آپ کے فتاویٰ علمائے عراق پر پیش کئے جاتے تھے۔ وہ ان کی صحت پر اتنا تعجب نہ کرتے تھے جس قدر کہ آپ کے جواب کی سرعت پر کرتے تھے۔ جو شخص کوئی فن آپ سے سیکھتا وہ اپنے ہمسروں سے سبقت لے جاتا۔ مگر آپ کا محتاج رہتا۔

امام ابو العلیٰ نجم الدین کہتے ہیں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق میں اپنے وقت میں فتاویٰ میں مرجع المخلوق تھے۔  
امام مرفق الدین بن قدامہ کہتے ہیں کہ ۵۶۱ھ میں ہم بغداد میں آئے اس وقت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر علم و عمل اور حال و افتاد میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ طالب علم کو آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کی حاجت نہ تھی۔ کیونکہ آپ جامع علوم و شرح صدر اور مستحل تکلیف طلبہ اور صاحب وجاہت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مبارک میں اوصاف جمیدہ اور اعمال نادرہ جمع کئے تھے۔ میں نے آپ کے بعد کسی کو آپ کی مثل نہیں دیکھا۔

## وكل الصيد في جوف الفراء

شیخ عبدالرزاق بن سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علمائے عراق عجم و عراق عرب پر ایک مسئلہ پیش ہوا جس کا جواب شافی کسی سے بن نہ آیا پھر وہ استفتا بغداد میں آیا۔ اس کی صورت یوں تھی کیا فرماتے ہیں حضرات علماء اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ مجھے طلاق ہے۔ اگر میں عزوجل کی وہ عبادت نہ کروں جسے دنیا میں اس وقت میرے سوا کوئی اور نہ کر رہا ہو۔ پس وہ شخص کون سی عبادت کرے کہ اس کی مین پوری ہو جائے۔

یہ استفتا میرے والد بزرگوار کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فوراً اس پر تحریر فرمایا کہ وہ شخص مکہ مشرفہ میں چلا جائے مطاف اس کے لئے خالی کرادیا جائے اور وہ ایک ہفتہ اکیلا طواف کرے اس کی مین پوری ہو جائے گی۔ پس مستفتی ایک رات بھی بغداد میں نہ ٹھہرا۔ (بجہ ص ۱۱۸)

۱۱۔ ترجمہ۔ ہر شکار گوزخ کے پیٹ میں ہے۔ انتہی۔ یہ ایک عربی ضرب المثل ہے اور اس شخص کیلئے استعمال ہوتی ہے جو اپنے ہمسروں پر فضیلت لکھا ہو اس کی اصل یہ ہے کہ تین شخص شکار کو نکلا ایک نے خرگوش دوسرے نے ہرن اور تیسرے نے گوزخ شکار کیا۔ صاحب خرگوش در صاحب ہرن بہت خوش ہے اور صاحب گوزخ پر فخر جتانے لگے پس اس نے کہا کل الصيد فی جوف الفراء، یعنی تم دونوں نے جو شکار کیا ہے وہ میرے شکار کے مقابلے میں قلیل و سیر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنے جانور شکار کئے جاتے ہیں ان میں گوزخ سب سے بڑا ہے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ضرب المثل بطور تالیف قلب بوسنیان کیلئے استعمال فرمائی تھی تاکہ وہ اسلام لے آئیں (دیکھو مجمع الامثال للمیدانی اور حواہ المجران الدیر)

# آپ کا احترام

سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احترام کا اندازہ ذیل کی چند مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

شیخ علی بن ابی نصر البہیتی نے ۵۶۲ھ میں زہیران میں بیان کیا کہ میں ایک دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے بغداد گیا وہاں میں نے آپ کو اپنے مدرسے کی چھت پر صلوٰۃ الصبحی پڑھتے پایا فضا میں جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رجال غیب کی چالیس صفیں دکھائی دیں جن میں سے ہر ایک صف میں ستر شخص تھے میں نے ان سے کہا تم بیٹھتے کیوں نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نہ بیٹھیں گے یہاں تک کہ قطب وقت اپنی نماز نہ پڑھ لیں۔ اور ہمیں اجازت دے دیں کیونکہ ان کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں کے اوپر ہے اور ان کا قدم ہماری گردنوں پر ہے۔ اور ان کا امر ہم سب پر ہے۔ پس جب آپ نے سلام پھیرا وہ جلد آپ کی طرف بڑھے آپ کو سلام کہا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا شیخ علی کا قول ہے کہ جب ہم سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیتے تو سب نیکی کو دیکھ لیتے (ہجرت ص ۱۹)

شیخ خضر بن عبداللہ حسینی موصلی جنہوں نے تیرہ سال سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی فرماتے ہیں کہ خلیفہ وقت اور وزراء و امراء سیدنا شیخ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر آپ بیٹھے ہوتے

تو اٹھ کر گھر میں چلے جاتے جب وہ آپ کے پیچھے آتے تو آپ دولت خانہ سے نکلتے تاکہ ان کے لئے اٹھنا نہ پڑے آپ ان سے سخت کلام فرماتے اور نصیحت بہت کرتے۔ وہ آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے اور آپ کے سامنے تواضع و انکسار سے بیٹھتے۔ جب آپ خلیفہ وقت کو لکھتے تو یوں تحریر فرماتے "عبدالقادر تجھے یوں حکم دیتا ہے اور اس کا حکم نافذ ہے اور اس کی اطاعت تجھ پر واجب ہے۔ وہ تیرا پیشوا اور تجھ پر حجت ہے جب خلیفہ وقت کو آپ کے خط مبارک کے مضمون سے آگاہی ہوتی۔ تو میں اسے بوسہ دیتا اور کہتا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا ہے شیخ ابوالقاسم محمد بن احمد بن علی الجہنی فرماتے ہیں کہ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا اور آپ کے نقیب کرسی کے ہر پایہ پوڑو ڈو بیٹھا کرتے تھے اور اس طرح بیٹھنے والے ولی یا صاحب حال ہوا کرتے تھے اور آپ کی کرسی کے نیچے ایسے انخاص بیٹھا کرتے تھے جو ہیبت میں گویا شیر موتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کرسی پر اپنے کلام میں ایسے مستغرق ہوئے کہ آپ کے عمانے کا ایک پیچ کھل گیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی یہ دیکھ کر سب حاضرین نے اپنے عمانے کلاہ سمیت کرسی کے نیچے پھینک دیئے جب آپ اپنے کلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنا عمامہ درست کر لیا اور مجھ سے فرمایا۔ ابوالقاسم! لوگوں کو ان کے عمانے اور کلاہ دیدے میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی اور میرے پاس صرف ایک سر بند (عصابہ) باقی رہ گیا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کس کا ہے کیونکہ

مجلس میں کوئی باقی نہ رہا تھا۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سر بند مجھے دو۔ میں نے وہ سر بند آپ کو دیدیا آپ نے دوش مبارک پر رکھ لیا مگر یکا یک وہ غائب ہو گیا اور میں حیران رہ گیا۔ جب سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کرسی سے اترے تو میرے کندھے پر سہارا لیا اور فرمایا۔ ابوالقاسم! جب یہاں اہل مجلس نے اپنے عمامے پھینک دیئے تو اصفہان میں ہماری ایک بہن نے اپنا سر بند پھینک دیا۔ جب تو نے لوگوں کو عمامے واپس دے دیئے اور اس سر بند کو میں نے اپنے دوش پر رکھ لیا تو اس بہن نے اصفہان سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اپنا سر بند لے لیا۔ (بہجہ ص ۹۲)

شیخ عبدالرزاق اور شیخ عمر بن زاور شیخ ابواسحاق ابراہیم بن سعید الدارمی فرماتے ہیں کہ سیدنا محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ جب جمعہ کے دن جامع مسجد کو تشریف لے جاتے تو لوگ بازاروں میں کھڑے ہو جاتے۔ اور آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے قضائے حاجات کی دعا مانگتے۔ آپ آواز و آواز اور نیک روش و خاموشی کے جامع تھے۔

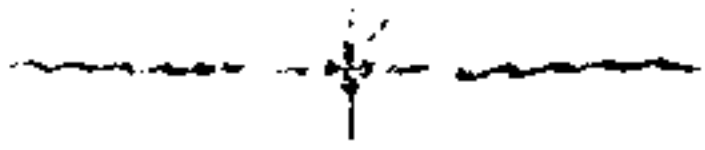
ایک دفعہ جامع مسجد میں جمعہ کے دن آپ کو چھینک آئی۔ لوگوں نے چھینک کا جواب دیا تو مسجد گونج اٹھی تمام کہہ رہے تھے بیرحمك اللہ و بیرحم بك اس وقت خلیفہ مستنجد، اللہ جامع مسجد کے والان میں تھا۔ وہ بولایہ شور کیسا ہے اسے کہا گیا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر نے چھینک لی ہے یہ سن کر وہ خوف زدہ ہو گیا۔ (بہجہ ص ۹۲)

شیخ علی بن ابی نصر البیتنی اپنے بڑے اصحاب کے ساتھ زریران سے

سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ جب وہ بغداد کے قریب پہنچتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے کہ دریاٹے و جلہ میں غسل کر لو۔ اور بعض دفعہ خود بھی ان کے ساتھ غسل کرتے پھر ان سے فرماتے کہ اپنے دلوں کو صاف کرو۔ اور خطرات کو روکو۔ کیونکہ ہم سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کو ہیں۔ جب آپ بغداد میں داخل ہوتے، تو لوگ آپ سے ملتے اور آپ کی طرف بھاگ کر آتے، مگر آپ ان سے فرماتے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف بھاگو۔ اس طرح جب آپ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسے کے دروازے پر پہنچتے تو اپنا پاپوس اتار دیتے اور ٹھہر جاتے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ آپ کو پکارتے۔ بھائی میرے پاس آئیے۔ پس آپ آگے بڑھتے اور حضور ان کو اپنے پہلو میں بٹھاتے دیکھو شیخ ابو حفص عمر بن شیخ عبدالرحمن تفسوخی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار جمعہ کے دن گھر سے نکلے کہ خچر پر سوار ہو کر نماز جمعہ کے لیے جائیں آپ نے اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھا پھر نکال لیا۔ اور کچھ دیر زمین پر کھڑے رہے۔ پھر سوار ہو کر جامع مسجد کو تشریف لے گئے۔ جب نماز ہو چکی میں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اُس وقت بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ خچر پر سوار ہو کر جامع مسجد کو تشریف لے گئے۔

میں نے بقتضائے ادب چاہا کہ آپ سے پہلے سوار نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل زمانہ پر مقدم کیا ہے۔ اور آپ کا مرتبہ ان کے

سراتب سے بڑا بنایا ہے اور ان کے احوال پر قادر بنایا ہے۔  
شیخ ابو عمرو عثمان صریغینی ذکر کرتے ہیں کہ شیخ بقا بن بطو اور شیخ  
علی بن ابی نصر البیتی اور شیخ ابو سعد قلیومی رضی اللہ عنہم ستینا شیخ عبدالقادر  
رضی اللہ عنہ کے مدرسے میں آیا کرتے اور اس کے دروازے میں جھاڑو دیتے  
اور چھڑکاؤ کرتے تو شیخ فرماتے بیٹھ جاؤ وہ عرض کرتے کیا ہمارے لئے  
امان ہے۔ شیخ فرماتے ہاں تمہارے لئے امان ہے پس وہ اوبے بیٹھ جاتے  
حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری کے وقت ان میں سے جو حاضر  
ہوتا۔ وہ آپ کے آگے غاشیہ زین اٹھاتا اور اسے لے کر چند قدم چلتا  
آپ منع فرماتے وہ عرض کرتے کہ ہم اس فعل سے قرب الہی طلب کرتے  
ہیں۔  
راوی کا قول ہے کہ میں اکثر مشائخ عراق کو دیکھا کرتا کہ جب وہ حضرت  
غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے یا خانقاہ کے پاس پہنچتے تو  
آستانہ مبارک کو بوسے دیتے۔ (بہجہ ص ۶۱)





# اپ کے محاسن اخلاق

## زہد و تقویٰ

شیخ ابوالعباس حضرت بن عبداللہ حسینی موصلی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم بغداد میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں تھے۔ امام مستنجد باللہ ابوالمنظف یوسف آپ کی خدمت میں آیا اور سلام کے بعد عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں اور مال و زر کی دس تھیلیاں پیش کیں جن کو خام اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے ان تھیلیوں کی ضرورت نہیں مگر خلیفہ نے واپس لینے سے انکار کیا اور آپ پر اصرار کیا۔ پس آپ نے ایک تھیلی اپنے دانے ہاتھ میں لی اور دوسری بائیں میں اور دونوں کو دبا کر نچڑا تو ان میں سے خون بہنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ابوالمنظف! کیا تو اللہ سے جیا نہیں کرتا کہ لوگوں کا خون لیکر میرے پاس آیا ہے یہ سن کر وہ بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا معبود حقیقی کی عزت کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ کی حرمت نہ ہوتی میں اس خون کو اس کے گھر تک بہنے دیتا (بہچہ صلا)

شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل فرماتے ہیں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض دہقان اصحاب ہر سال آپ کے لئے گیہوں بوتے اور جائز طریق سے اسے پالتے پھر آپ کے بعض اصحاب اسے پیستے اور آپ کے لئے ہر روز چار یا پانچ روٹیاں بکاتے اور شام کو آپ کے پاس لیکر

آتے آپ ان میں حاضرین کو ایک ایک ٹکڑا تقسیم کرتے اور باقی اپنے لئے رکھ لیتے۔ (بہجہ صفحہ ۳۲)

ابن انجار بغدادی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن حسین نے میری طرف لکھا اور میں نے اس کے خط سے نقل کیا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میرے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا میں اسے اپنے ہاتھوں پر لیکر کتیا مشیت ہے پس جب کوئی بچہ مرتا تو مجھ پر کچھ اثر نہ ہوتا کیونکہ آغاز پیدائش ہی سے میں اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیا کرتا تھا۔ آپ کے لڑکے لڑکیاں مجلس و عیظ کی رات انتقال کر جاتے مگر آپ مجلس کو برخاست نہ کرتے غاسل میت کو غسل دیتا جب غسل سے فارغ ہوتے تو میت کو مجلس میں لاتے اور آپ کہہ سی سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے۔ (بہجہ صفحہ ۳۷)



## سخاوت و رحم

سخاوت و ایتار آپ میں کمال درجے کا تھا۔ چنانچہ بغداد میں طالب علمی کے زمانے میں آپ کی والدہ صاحبہ نے ایک پارہ زر آپ کے خرچ کے لئے بھیجا آپ نے باوجود اشتداد ضرورت کے اس میں سے کچھ تو رکھ لیا باقی ستر و لیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر جو اپنے واسطے رکھا تھا۔ اس کے عوض طعام منگوا کر درویشوں

کے ساتھ مل کر کھایا۔ (سورہ ۱۰۳)

جب آپ کی خدمت میں کوئی بدیہ آتا تو اسے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ جب میرے والد بزرگوار مشہور ہو گئے۔ تو آپ نے ایک دفعہ کے سوا حج نہیں کیا اس حج کی آمدورفت میں میں آپ کی سواری کی باگ پکڑتا تھا جب ہم حلقہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہاں سب سے غریب گھڑ کی تلاش کرو۔ اس لئے ہم نے ایک دیرانہ دیکھا جس میں لپٹم کا ایک خیمہ تھا اس میں ایک بوڑھا بڑھیا اور ایک لڑکی تھی۔ آپ نے اس بوڑھے سے اجازت لی اور مع اصحاب اس دیرانے میں اترے حلقہ کے مشائخ اور رؤسا و امرا آپ کی خدمت میں آئے اور درخواست کی کہ آپ ہمارے غریب خانوں میں یا کسی اور اچھے مکان میں تشریف لے چلیں مگر آپ نے منظور نہ فرمایا۔ اٹالی شہر نے آپ کے لئے بہت سی گائے بکریاں۔ کھانا۔ سونا چاندی اور سامان بھیجا اور سفر کے لئے سواریاں بھیجیں اور لوگ ہر طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ کہ اس تمام آمد میں سے میں نے اپنا حصہ اس گھڑ والوں کو بخش دیا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا اپنا حصہ بخش دیا۔ اس طرح وہ تمام مال اس بوڑھے، بڑھیا اور لڑکی کو دیا گیا۔ رات کو آپ وہاں رہے اور صبح کو روانہ ہوئے۔ کئی سال کے بعد حلقہ میں میرا گزر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بوڑھا وہاں کے باشندوں میں سب سے مالدار ہے اس نے مجھ سے کہا کہ یہ سب کچھ اس رات کی برکت ہے۔ ان گائے بکریوں

نے بچے دیئے اور وہ بڑے ہو گئے۔ یہ انہیں سے ہے۔ (بہجہ - ص ۱۰۳)  
شیخ خضر حسینی ذکر کرتے ہیں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھ کر کہا، تیرا کیا حال  
ہے۔ اُس نے عرض کی کہ میں آج دریا کے کنارے گیا اور ملاح سے کہا  
کہ مجھے دوسری طرف لے چل۔ اُس نے انکار کیا۔ اس لئے افلاس کے  
سبب میں شکستہ دل ہو گیا۔ فقیر نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا کہ ایک شخص  
تیس دیناروں کی تھیلی لے کر آپ کی نذر کرنے آیا۔ آپ نے اس فقیر سے  
فرمایا کہ یہ تھیلی لے کر ملاح کے پاس جا اور اُسے دیکر کہہ دے کہ کسی فقیر  
کا سوال رونہ کیا کر۔ اور آپ نے اپنی قمیص اتار کر فقیر کو دے دی پھر  
اُس سے بیس دینار کو خرید لی۔ (بہجہ ص ۱۰۴)

آپ کسی سائل کا سوال رونہ فرماتے خواہ اپنا کپڑا اتار کر دینا پڑے۔  
(بہجہ ص ۱۰۵)

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تمام اعمال کی نفی کی۔ اُن میں کھانا  
کھلانے سے افضل کوئی عمل نہ پایا۔ کاش میرے ہاتھ میں ہوتی کہ بھوکوں  
کو کھلاتا۔ (وفات الرقیات - جز ثانی - ص ۲)



اے میرے خیال میں آپ کا یہ قول گیا۔ بویں شریف کے اجزاء کی ایک وجہ وجہ ہے۔  
واللہ اعلم بالصواب۔

# حُسن معاشرت و تواضع

شیخ ابوالعمر منظر منصور ابن المبارک الواعظ معروف بہ جزا وہ فرماتے ہیں۔ کہ میری آنکھوں نے کسی کو سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر خلیق، وسیع الصدر، کریم النفس، نرم دل اور حافظ عہد و پیمان نہیں دیکھا۔ جلالت قدر اور علو منزلت اور وسعت علم کے باوجود آپ چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ بڑوں کی عزت کرتے۔ پہلے سلام کہتے۔ کمزوروں کے ساتھ بیٹھے۔ بیوقوفوں کی تواضع کرتے۔ امیروں اور بڑے لوگوں میں سے کسی کے لئے کھڑے نہ ہوتے اور کبھی کسی وزیر یا سلطان کے دروازے پر تشریف نہ لے گئے۔ ایک روز میں آپ کے دولت خانے میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے کہ چھت میں سے آپ پر مٹی گری اور آپ نے جھاڑ دی۔ اس طرح تین دفعہ گری اور آپ نے تین دفعہ جھاڑ دی۔ چوتھی بار نظر جو اٹھائی تو دیکھا کہ ایک چوہا مٹی گزار رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرا سرا ڈ جائے! پس اس کا دھڑ ایک طرف اور سر دوسری طرف جاگرا۔ یہ دیکھ کر آپ نے لکھنا چھوڑ دیا۔ اور رونے لگے۔ میں نے عرض کی۔ میرے آقا آپ روتے کیوں ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا کسی مسلمان کے ہاتھ سے میرے دل کو اذیت پہنچے۔ پس اس مسلمان کا بھی یہی حال ہو جو اس چوہے کا ہوا ہے۔ (پہجہ ص ۱۳)

## صبر و عفو و حیا

شیخ ابوالقاسم عمر نواز فرماتے ہیں کہ سیدنا شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف پاکیزہ تھے۔ آپ کا نفس خواہشات سے انکار کرنے والا اور ہاتھ سخی تھا۔ آپ ہرات دسترخوان بچانے کا حکم دیتے۔ مہمانوں کے ساتھ کھاتے۔ کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے اور بیماریوں کی عیادت فرماتے۔ طالب علموں سے نہ گھبراتے۔ آپ کا ہمنشین گمان نہ کرتا کہ آپ کے نزدیک کوئی دوسرا مجھ سے بڑھ کر عزیز ہے۔ آپ کے اصحاب میں سے جو غائب ہوتے، آپ ان کا حال دریافت فرماتے اور بدستوران کے خیر خواہ ہوتے۔ اور ان کی خطاؤں کو معاف فرماتے جو آپ کے سامنے خلع اٹھاتا۔ آپ اُسے سچا کہتے اور اس کی نسبت اپنا علم پوشیدہ رکھتے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو صاحب حیا نہیں دیکھا۔

(بہجہ ص ۱۰۴)



# خوف و عبادت

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بغدادی کا قول ہے کہ سیدنا شیخ  
محمی الدین عبدالقادر رقیق القلب، خدا سے ڈرنے والے، بڑی ہیبت  
والے، مجاہد الدعوات، کریم الاخلاق، پاکیزہ طبع، بُرائی سے دُور رہنے والے  
حق کے قریب محارم اللہ کی بے حرمتی کے وقت سخت گہرتھے۔ اپنی ذات کے  
لئے غصہ نہ ہوتے اور غیر اللہ کے لئے انتقام نہ لیتے (ہیجہ ص ۱۰۵)  
عبادت میں آپ سخت مجاہدہ فرماتے۔ چنانچہ چالیس سال آپ نے عشاء  
کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔



# سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ حَضْرَتِ غَوْثِ اَجِيلَانِي

## کرامات

آپ کی کرامتیں بے شمار ہیں۔ چنانچہ شیخ علی بن ابی نصر البیتنی نے ۵۶۲ھ میں فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ میں سے کسی کو سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر صاحب کرامات نہیں دیکھا۔ جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا اور کرامت کبھی آپ سے ظاہر ہوتی تھی اور کبھی آپ میں ظاہر ہوتی تھی۔

شیخ ابو عمرو عثمان صریضینی کا قول ہے کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی کرامتیں سلک مروارید کی مثل تھیں، جس میں موتی لگاتار یکے بعد دیگرے ہوں۔ اگر ہم میں سے ہر روز کوئی شخص کئی کرامتیں دیکھنی چاہتا، تو دیکھ لیتا۔ (بجہ۔ ص ۲۵)

سلطان العلماء شیخ عمر الدین بن عبدالسلام (متوفی ۶۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی ولی کی کرامتیں بطریق تواتر منقول نہیں ہیں (فوات الوفيات - جز ثانی ص ۲) امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) بستان العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی



کرامتیں بہ نقلِ ثقات اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں جیسا کہ سیدنا شیخ فخر الدین  
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات پہنچی ہیں (قلائد الحواہر ص ۱۳۷)  
ان میں سے چند بطور مشتمت نمونہ از خروار بہاں بیان کی جاتی ہیں۔

## مردوں کا زندہ کرنا

اکابر مشائخ کی ایک جماعت سے پانچ طریق سے مروی ہے کہ ایک عورت  
سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں اپنا لڑکالے کر آئی  
اور یوں عرض کرنے لگی۔

”میں دیکھتی ہوں کہ اس لڑکے کے دل کو آپ سے بڑا لگاؤ ہے۔ میں نے  
اللہ عزوجل کے لئے اور آپ کے لئے اس کو اپنا حق بخش دیا۔ آپ اسے  
اپنی غلامی میں قبول کیجئے۔“

آپ نے قبول فرمایا اور اسے مجاہد سے اور طریق سلف اختیار کرنے کا  
حکم دیا۔ ایک روز لڑکے کی ماں جو اس سے ملنے آئی، تو اسے بھوک اور سیداری  
کے سبب لاغر و زرد پایا اور جوڑکی روٹی کھاتے دیکھا۔ وہ ماتا کی ماری آپ کی  
خدمت میں آئی اور آپ کے سامنے ایک برتن دیکھا جس میں سے نیم پختہ مرغی  
کا گوشت آپ کھا چکے تھے، صرف ہڈیاں باقی تھیں۔ دیکھ کر وہ کہنے لگی۔  
”میرے آقا! آپ تو مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جوڑکی روٹی کھاتا ہے!“

۱۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر مکی ص ۲۲۰۔ حیرت الحیران جزو اول ص ۲۸۸

یہ سن کر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور یوں فرمایا قومی باذن  
اللہ الذی یحیی العظام وہی رمیم (کھڑی ہو جاؤ اُس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ  
ہڈیوں کو زندہ کرے گا) پس وہ پوری مُرغی اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی پھر آپ نے  
فرمایا۔ جب تیرا بیٹا اس درجہ پر پہنچ جائے تو کھائے جو چاہے

اسی طرح ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے اور ہوا سخت چل رہی  
تھی۔ ایک چیل اڑتی ہوئی آپ کی مجلس پر سے گزری اور چلائی، جس سے  
حاضرین کی توجہ پراگندہ ہو گئی۔ آپ نے فرمایا، اے ہوا اس چیل کا سراٹا  
وے یہ فرمانا تھا کہ چیل کا دھڑ ایک طرف اور سر دوسری طرف گڑ پڑا۔ یہ دیکھ  
کر آپ کرسی پر سے اترے اور چیل کو ایک ہاتھ میں لے کر دوسرا ہاتھ اس  
پر پھیرا اور بَسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا، وہ اللہ کے حکم  
سے زندہ ہو کر اڑ گئی اور لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ (بہجہ ص ۴۵)

**فائدہ۔** کتاب بہجہ الاسرار پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس میں غلط  
باتیں درج ہیں اور سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی نسبت ایسے مبالغے کئے گئے ہیں جو شایان بارگاہ ربوبیت میں اس کا جواب  
علامہ کاتب چلیپی نے یوں دیا ہے۔

اقول ما المبالغات التي غریت اليہ مما لا یجوز علی مثلہ  
وقد تتبعها فلم اجد فیہا نقلًا الا ولہ فیہ متابعون وغالب

لہ حیوۃ الحیوان۔ جزء اول منہ

ما اوردہ فیہا نقلہ الیافی فی اسنی المفخر و فی نشر الدعاء من  
وروض الریاحین و شمس الدین الزکی الحلبی ایضاً فی کتاب الاثر  
واعظم شیئ نقل عنہ انہ احی الموتی کاحیائہم الدحاجۃ و لعمری  
ان ہذہ القصۃ نقلہا التاج الدین السبکی و نقل ایضاً عن ابن  
الرفاعی وغیرہ و انی لغبی جاہل حاسد ضیع عمرہ فی فہم ما فی  
السطور و قنع بذلک عن تزکیۃ النفس و اقبالہا علی اللہ سبحانہ  
و تعالیٰ ان یفہم ما یعطی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اولیائہ من التصرف  
فی الدنیا و الآخرۃ و لہذا قال العینیہ التصدیق بطریقنا و لایۃ  
انہ فی بلفظہ (کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون -  
(جزء اول ص ۲۰۴)

## ترجہ

میں کہتا ہوں ایسے مبالغے کو نہ سے ہیں جو آپ سے منسوب کر دیے گئے ہیں  
اور ان کا اطلاق آپ پر جائز نہیں۔ میں نے ہر چند تلاش کی۔ مگر مجھے ان میں کوئی  
نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے ہجرت الاسرار کی متابعت نہ کی ہو۔ حصہ  
کثیر ان حالات کا جن کو صاحب ہجرت الاسرار نے ذکر کیا ہے وہی ہے جسے امام  
یافعی نے اسنی المفخر اور نشر المحاسن اور روض الریاحین میں اور شمس الدین  
بن الزکی الحلبی نے بھی کتاب الاثر میں نقل کیا ہے، اور بڑی سے بڑی  
شے جو آپ سے منقول ہے یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً مرغی کو زندہ کر دیا  
مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس قصے کو علامہ تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے

اور ابن الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اولیا کو دنیا اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے اُسے وہ غیبی جہاں حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی عمر رضا میں کتب کی سمجھنے میں ضائع کی۔ اور تزکیہ نفس اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف توجہ کو چھوڑ کر اسی پر قناعت کی۔ اسی واسطے سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے طریقے کی تصدیق ولایت ہے۔ انتہی

## بیماریوں کا دور کرنا

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن نضر حسینی موصلی نے سن ۶۱۰ھ میں بیان کیا کہ میرے باپ نے سن ۶۲۳ھ میں مہینہ خیرومی کہ میں نے تیرہ سال تک سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت کی اور آپ کی اور بہت کراہتیں دیکھیں۔ ازاں جملہ یہ کہ جب کسی مریض سے طیب عاجز آجاتے تو وہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ اُس کے حق میں دعا فرماتے اور اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھرتے وہ اسی وقت آپ کے سامنے تندرست اُٹھ کھڑا ہوتا۔

ایک دفعہ امام مستنجد کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ وہ عرض استفتاء میں مبتلا تھا اور اس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا۔ اللہ کے حکم سے وہ ہموار ہو گیا۔ گویا اس کو کوئی بیماری ہی نہ تھی۔

ابو المعالی احمد بن منظر بن یونس بغدادی حنبلی آپ کی خدمت میں آئے

اور عرض کی کہ میرے بیٹے محمد کو پندرہ مہینے سے بخار آ رہا ہے، کسی وقت نہیں اترتا بلکہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر اس کے کان میں یوں کہہ دے اُمّ بِلَدَمِ تَحْتِ عَبْدِ الْقَادِرِ كَهْتَلَمِ کہ میرے بیٹے کو چھوڑ کر حملہ میں چلی جا۔ پھر ہم نے ابوالمعالی سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اب تک میرے بیٹے کو بخار نہیں آیا۔ کئی سالوں کے بعد ہم نے اس سے پھر دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ اب تک میرے بیٹے کو بالکل آرام ہے حالانکہ خبر آئی کہ اہل حملہ بخار میں مبتلا ہیں۔ (بہجہ ص ۷۷)

ابو محمد رجب بن ابی منصور داری اور ابو زید عبدالرحمن بن سالم قرشی اور ابو عبداللہ محمد بن عبادہ انصاری نے ۶۱۶ھ میں قاہرہ میں بیان کیا کہ شیخ ابوالحسن علی قرشی نے ۶۱۵ھ میں جبل قاسیوں میں ہمیں خبر دی کہ میں اور شیخ علی بن ابی نصر البیتنی ۵۴۹ھ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کے مدرسہ واقع باب الازج میں حاضر تھے۔ کہ ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی تاجر حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا۔ یا سیدی آپ کے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعوت کو قبول کرنا چاہیے۔ پس میں آپ کی دعوت کرتا ہوں۔ آپ غریب خانے پر تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو اجازت دے، میں جواب دیتا ہوں۔ پھر آپ نے کچھ دیر سر جھکایا اور فرمایا، ہاں قبول ہے

۱۰۰: تب کی کیفیت ہے

پھر آپ خچر پر سوار ہوئے۔ شیخ علی نے دہنی رکاب پکڑی اور میں نے بائیں پکڑی۔ جب ہم ابو غالب کے مکان پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بغداد کے مشائخ و علماء و فضلاء جمع ہیں۔ ابو غالب نے ایک دسترخوان بچھایا جس پر ہر قسم کے میٹھے اور ترش کھانے تھے اور ایک سر بہر بڑا مشکالا یا گیا جسے وہ شخص اٹھا رہے تھے اور دسترخوان کے اخیر میں رکھ دیا گیا۔ ابو غالب نے عرض کی کہ نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ نہ آپ نے کچھ کھایا نہ کسی کو کھانے کی اجازت دی اور کسی نے نہ کھایا۔ آپ کی ہیبت کے سبب حاضرین کی یہ حالت تھی کہ گویا ان کے سروں پر پندے تھے۔ آپ نے مجھے اور شیخ علی کو اشارہ کیا کہ اس ٹکے کو میرے پاس لاؤ۔ ہم نے اس بھاری ٹکے کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ اسے کھول دیا جائے۔ ہم نے جو کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ابو غالب کا ایک ماورزا داندھا مجذوم مفلوج لڑکا ہے۔ آپ نے اس لڑکے سے فرمایا، تو اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر

لہ قاعدہ ہے کہ جب کو کسی حیوان پر چھڑی وغیرہ پکڑنے کے لئے بیٹھتا ہے تو وہ حیوان ذرا بھی سر نہیں ہلاتا۔ پس اس محاورے کا مطلب یہ ہے کہ حاضرین بالکل خاموش اور بے حرکت تھے حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے حاضرین کی یہی حالت ہوا کرتی تھی۔ ان کے اتباع سے جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس کے حاضرین بھی اسی طریق کے پابند تھے۔

اٹھ کر کھڑا ہو گیا ایک وہ لڑکا بیٹا ہو کر دوڑنے لگا اور اُسے کوئی بیماری نہ تھی۔ یہ دیکھ کر حاضرین میں شور برپا ہوا۔ پس آپ لوگوں کی بے خبری میں وہاں سے کھانا کھائے بغیر نکل آئے۔ پس میں شیخ ابوسعید قلیومی کی خدمت میں آیا اور اُن سے ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اذن سے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے ہیں اور مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔

میں ایک دفعہ ان کی مجلس میں حاضر تھا۔ رافضیوں کی ایک جماعت دو ٹوکری لائی، جو سر بہ مہر اور سسے ہوتے تھے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ ان ٹوکروں میں کیا ہے۔ پس آپ کرسی پر سے اترے اور اُن میں سے ایک پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا

اے کھولو۔ جب کھولا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں سچ بیج ایک بیمار لڑکا ہے۔ آپ نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، اٹھ کر کھڑا ہو۔ وہ اٹھ کر دوڑنے لگا۔ پھر آپ نے دوسرے ٹوکری پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک تندرست لڑکا ہے اور اپنے صاحبزادے کو حکم دیا کہ اے کھولو۔ اس نے جو کھولا تو اس میں ایک تندرست لڑکا پایا وہ اٹھ کر چلنے لگا۔ آپ نے اس کی پشتیانی پکڑ کر فرمایا کہ جا بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر رافضیوں نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی۔ اُس دن آپ کی مجلس میں تین اشخاص انتقال کر گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں گذشتہ صدی کے مشائخ سے ملا ہوں جو کہا کرتے

تھے کہ چار بزرگ مادر زاد اندھوں اور کور پھیوں کو اچھا کر دیتے تھے۔ یعنی سیدنا  
شیخ محی الدین عبدالقادر، شیخ بقا بن بطور، شیخ ابوسعید قیلوی۔ شیخ علی بن  
ابی نصر البیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور میں نے مشائخ میں چار بزرگوں کو دیکھا  
ہے کہ وہ اپنی قبروں میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ یعنی سیدنا شیخ  
عبدالقادر شیخ معروف کرخی۔ شیخ عقیل منجی۔ شیخ حیات بن قیس الحمر  
فی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (ہجرت ۶۲-۶۳)

ابوسعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے ۵۵۴ھ میں بیان کیا  
کہ میری ایک کنواری لڑکی فاطمہ نام ۵۳۶ھ میں ہمارے گھر کی چھت پر  
چڑھی اور اسے کوئی چیز اٹھائے گئی۔ اس وقت اس لڑکی کی عمر سولہ سال  
کی تھی۔ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت  
میں آیا۔ اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، آج رات کو کرخ کے  
ویرانے میں جا اور تل خامس (پانچویں ٹیلے) کے پاس بیٹھ جا اور اپنے گرد  
زمین پر دائرہ کھینچ لے اور دائرہ کھینچتے وقت یوں کہنا بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی  
نَيْتَةِ عَبْدِ الْقَادِرِ جَبَّ اَازْ شَبَّ ہو گا تو جنوں کے گروہ مختلف شکلوں  
میں تیرے پاس سے گزریں گے تو انہیں دیکھ خوف نہ کھانا۔ جب صبح ہو  
گی تو ان کا بادشاہ ایک جماعت کے ساتھ تجھ پر سے گزرے گا اور تیری  
حاجت پوچھے گا۔ اس وقت بتلا دینا کہ عبدالقادر نے مجھے تیرے پاس بھیجا  
ہے اور میری حاجت یہ ہے۔ پس میں چلا گیا اور آپ کے حکم کی تعمیل کی۔  
آپ کے ارشاد کے مطابق ڈاؤنی صورتیں مجھ پر سے گزرنے لگیں۔ مگر کوئی



دائرے کے قریب نہ آسکا۔ جن گروہا گروہ گزرتے گئے، یہاں تک کہ ان کا  
بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے کئی جماعتیں تھیں۔ وہ  
دائرے کے مقابل ٹھہر گیا۔ اور مجھ سے کہا اے انسان تیری کیا حاجت ہے  
میں نے کہا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے تیرے  
پاس بھیجا ہے۔ یہ سن کر وہ گھوڑے سے اُترا اور زمین کو بوسہ دیا اور  
دائرے کے باہر بیٹھ گیا اس کے ہمراہی بھی بیٹھ گئے۔ اُس نے پوچھا  
تجھے کیا ہوا۔ میں نے اپنی لڑکی کا قصہ بیان کیا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں سے  
کہا، جس نے یہ کام کیا ہے۔ اُسے میرے پاس لاؤ۔ کچھ دیر کے بعد ایک سرکش  
جن لایا جس کے ساتھ وہ لڑکی تھی اور بادشاہ سے کہا گیا کہ یہ ملک چین کے  
سرکش جنوں میں سے ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو قطب وقت کے  
قدم کے نیچے سے اس لڑکی کو کیوں اٹھالے گیا؟ اس نے کہا یہ مجھے اچھی معلوم  
ہوئی۔ میں اس پر عاشق ہو گیا۔ بادشاہ نے اس کی گردن زنی کا حکم دیا، اور  
لڑکی مجھے دے دی۔ میں نے بادشاہ سے کہا، سیدنا شیخ عبدالقادر رضی  
اللہ عنہ کا حکم بجالانے میں آج کی رات کی مثل میں نے نہیں دیکھی۔ اس نے  
کہا ہاں۔ وہ گھر بیٹھے ہم میں سے سرکشوں کو دیکھ لیتے ہیں خواہ کتنی دُور ہوں  
اور ان کی بیبت سے وہ اپنے وطن کو بھاگ جاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ  
کوئی قطب قائم کرتا ہے تو جن و انس پر اس کو قدرت بخت ہے

۱۰ حیرۃ الجوان - جز اول - ص ۱۸۵

اسی طرح کا ایک اور قصہ ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اصفہان کا رہنے والا ہوں۔ میری ایک عورت ہے اُسے اکثر مرگی ہو جاتی ہے۔ تعویذ گنتوں سے ولے اس سے عاجز آگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ واوی سرانڈیپ کے سرکش جنوں میں سے ایک جن ہے جس کا نام خاش ہے جب تیری عورت کو مرگی آئے تو اُس کے کان میں کہہ دینا کہ عبدالقادر جو بغداد میں رہتا ہے تجھے کہتا ہے کہ پھر نہ آنا۔ اگر پھر آیا تو ہلاک ہو جائے گا وہ شخص چلا گیا اور دس سال تک نہ آیا۔ پھر جب آیا تو اُس سے پوچھا گیا اُس نے کہا کہ میں نے شیخ کے قول پر عمل کیا۔ اب تک اُسے پھر مرگی نہیں ہوئی بڑے بڑے تعویذ کرنے والوں کا بیان ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی حیات شریف میں بغداد میں چالیس سال تک کسی کو مرگی نہ ہوئی جب آپ کا وصال ہوا تو وہاں مرگی ہوئی۔ (بہجہ ص ۷۲-۷۳)

جن وانس کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیوانات میں بھی تصرف عنایت کیا تھا۔ چنانچہ ایک روز شیخ ابو حفص عمر بن صالح حدادی اپنی اونٹنی سے کہ حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں اور یہ اونٹنی چل نہیں سکتی۔ اس کے سوا اور میرے پاس نہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنا پاؤں مبارک اس اونٹنی پر مارا اور اپنا ہاتھ مبارک اس کی پیشانی پر رکھ شیخ ابو حفص کا بیان ہے کہ پہلے وہ اونٹنی سب اونٹنیوں سے پیچھے رہا کرتی تھی۔ اور اب سے آگے چلتی ہے

اسی طرح ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ شیخ ابوالحسن علی بن

احمد بن وہب الازجی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک کبوتری اور ایک قمری دیکھی۔ ابو الحسن نے عرض کی کہ یہ کبوتری چھ مہینے سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری نو مہینے سے نہیں بولتی۔ آپ نے کبوتری سے فرمایا کہ اپنے مالک کو فائدے پہنچا اور قمری سے فرمایا کہ تو اپنے خالق کی تسبیح کر۔ اسی وقت قمری کو کو کرنے لگی۔ یہاں تک کہ بغداد کے لوگ اس کی آواز سننے کے لئے جمع ہوا کرتے اور کبوتری نے بھی انڈے دیئے اور بچے نکلے اور مرتے دم تک ایسا ہی کرتی رہی۔ (بہجہ ص ۷۷-۷۸)

## بے موسم سیب کا عیب سے آنا

شیخ ابو العباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ حسینی موصلی ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے امام مستنجد باللہ ابو المنظر یوسف عباسی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پایا۔ اُس نے آپ سے عرض کی کہ میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔ آپ نے پوچھا تو کیا چاہتا ہے۔ ابو المنظر نے عرض کی، غیب سے ایک سیب حالانکہ عراق میں اُس وقت سیب کا موسم نہ تھا۔ آپ نے ہوا میں ایک ہاتھ مبارک پھیلا یا، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے دست مبارک میں دو سیب ہیں آپ

---

۱۔ ابو المنظر یوسف مستنجد باللہ خلفائے عباسیہ میں سے تھا۔ ۵۵۵ھ میں مسند خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ھ میں وفات پائی۔

نے ایک ابو المنظر کو دیا اور دوسرا خود رکھا جسے پھاڑ کر دیکھا تو سفید نکلا، جس میں سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی۔ مگر ابو المنظر نے اپنا سیب جو پھاڑا تو اس میں سے کیرا نکلا۔ وہ پوچھنے لگا، یہ کیوں، حالانکہ جو آپ کے ہاتھ میں ہے وہ ایسا نفیس نکلا۔ آپ نے فرمایا، ابو المنظر! اس کو ظالم کا ہاتھ لگے۔ اس لئے اس میں کیرا پیدا ہو گیا ہے (بہجہ ص ۶۱)

## عصا کا نور ہو جانا

شیخ ابو عبد اللہ ذیال نے ۶۱۳ھ میں ذکر کیا کہ میں ۵۶۰ھ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں کھڑا تھا کہ آپ اپنے دولت خانے سے نکلے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں عصا تھا۔ میرے دل میں آیا، کاش آپ مجھے وہ کرامت دکھائیں جو اس عصا میں ہے۔ آپ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور عصا کو زمین میں گاڑ دیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک روشن نور ہے جو آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے اور کرہ ہوائی اس سے روشن ہے۔ کچھ دیر اسی طرح رہا۔ پھر آپ نے اسے ہاتھ مبارک میں لیا تو ویسا ہی عصا ہو گیا اور مجھ سے فرمایا، ذیال! تو یہی چاہتا تھا۔ (بہجہ - ص ۶۱)

## بارش کا تھم جانا اور آپ و جلد کا ہٹ جانا

شیخ عمر کیماتی اور بزاز و عدی بن مسافر وغیرہ نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ بارش شروع ہوئی۔ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر و غلط فرما رہے تھے اہل

مجلس میں سے بعض لوگ تتر بتر ہو گئے۔ آپ نے اپنا سمر مہلک آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔

”میں تو جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے۔“ پس مجلس پر

بارش بند ہو گئی اور مدرسہ کے باہر بدستور ہوتی رہی،

اسی طرح ایک سال دریائے دجلہ طغیانی پر آیا اور بغداد غرق ہونے لگا۔ پس لوگ سیدنا حسن و غوث پاک رضی اللہ عنہما کی خدمت میں فریاد کرنے آئے آپ نے عصا لیا اور دریا کے کنارے آئے اور پانی کی حد کے پاس عصا گاڑ کر فرمایا۔

”یہاں تک رہ“ پس پانی اسی وقت اتر گیا۔ (ہجرت - ص ۷۵)

## اناج میں برکت

شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد قرشی بغدادی جو سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے رکا بدستھے ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا میں نے آپ سے فاقہ اور کثرت عیال کی شکایت کی۔ آپ نے ایک ویسے گیہوں نکال کر دیئے اور فرمایا کہ اسے کوآرہ میں ڈال کر منہ بند کر دے اور اس کے پہلو میں ایک سوراخ کرے۔ اس میں سے درج نکال کر پیس لیا کرو۔ اور

۱ ویسے بانیس یا چوبیس تہ کے برابر ہوتا ہے جو ہمارے ہاں کے تقریباً بیس یا اکیس سیر ہوتے ہیں۔

۲ کوآرہ ایک ظرت گلی ہوتا ہے جس میں گیہوں وغیرہ اناج بطور ذخیرہ رکھے ہیں۔

اس میں کچھ تبدیلی نہ کرو۔ شیخ ابوالعباس کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے پانچ سال تک کھایا۔ پھر میری اہلیہ نے اُسے کھولا تو پہلی حالت پر پایا۔ اور سات دن میں ختم ہو گیا۔ میں نے یہ ماجرا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم اُسے ویسا ہی رہنے دیتے تو عمر بھر ختم نہ ہوتا۔ (ہجرت ص ۱۶۶)

## وَعَاكَ قَبُولٌ هُونًا

شیخ ابوالمنظف اسماعیل بن علی بن سنان کا بیان ہے کہ شیخ علی بن ابی نصر اہیتی جب بیمار ہوتے، تو اکثر زریران میں میرے باغ میں آجاتے جہاں کئی روزان کی تیمارداری کی جاتی۔ ایک دفعہ آپ وہاں بیمار ہو گئے، سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ بغداد سے آپ کی عیادت کے لئے آئے اور میرے باغ میں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اس میں دو کھجور کے درخت جو خشک ہو گئے تھے اور چار سال سے پھل نہ دیتے تھے۔ ہم نے ان کے کاٹنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ آپ نے ان میں سے ایک کے نیچے وضو فرمایا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی۔ وہ دونوں درخت ایک ہفتہ کے اندر برگ و بار لائے حالانکہ کھجوروں کے پھل لانے کا وقت نہ تھا۔ میرے باغ کی کچھ کھجوریں میرے پاس لائی گئیں میں نے وہ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیں آپ نے ان میں سے کچھ تناول فرمائیں اور فرمایا اللہ تیری زمین، تیرے درہم تیرے صاع اور تیرے مواشیا میں بکت دے اُس سال سے میری زمین کی آمدنی کئی لاکھ ایک پیمانہ ہے جو ہمارے ہاں کے تقریباً ساڑھے تین سیر کے برابر ہوتا ہے۔

گنی ہو گئی۔ جب میں کسی بہت میں ایک درہم لگاتا، مجھے وہاں سے کئی گنے حاصل ہوتے۔ جب میں کسی مکان میں گپوں کی سو بوریاں رکھتا، اس میں سے اگر بچا پاس خیرات کر دیتا اور باقی کھا لیتا تو بھی سو بوریاں بجال پاتا۔ میرے مواسی اتنے بچے کہ مجھے ان کی گنتی نہ آتی۔ آپ کی دعا کی برکت سے اب تک یہی حال ہے۔ (بہجہ ص ۲۴-۲۵)

تین طریق سے باسناد متصل مروی ہے کہ بروز چہار شنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۵۲۹ھ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ مقابر شوتیزید کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ علماء و فقراء کی ایک بڑی جماعت آپ کے ہمراہ تھی آپ شیخ حماد و باس رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس بہت دیر تک کھڑے رہے یہاں تک کہ گرمی زیادہ ہو گئی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ پھر آپ واپس آئے اور آپ کے چہرے پر بنائشٹ نمایاں تھے۔ آپ سے طول قیام کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں بغداد سے جمعہ کے دن بتاریخ ۱۵ شعبان ۴۹۹ھ شیخ حماد و باس کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا تا کہ ہم جامع رصافہ میں جمعہ پڑھیں اور شیخ بھی ہمارے ساتھ تھے جب ہم دریا کے پل کے پاس پہنچے تو شیخ نے مجھے دھکیل کر بانی میں پھینک

۱۰ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر الملکی ص ۲۱۱۔

۱۱ بغداد میں جانب عرب ایک مقبرہ ہے جس میں صالحین کی ایک بڑی جماعت مدفون ہے از انجملہ شیخ جنید اور جعفر خلدی اور رویم اور سمون محب رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہاں صوفیہ کرام کی ایک خانقاہ ہے۔ کذا فی معجم البلدان لیا قوت الحموی۔

دیا اور سردی کا مہینہ تھا۔ میں نے کہا بسم اللہ نیت غسل الجمعة، یعنی بسم اللہ میں نے غسل جمعہ کی نیت کر لی۔ مجھ پر صوف کا جبہ تھا۔ اور میری آستین میں کتاب کے چند اجزا تھے۔ اس لئے میں نے اپنا ہاتھ اٹھائے لکھا تاکہ وہ بھیک نہ جائیں۔ وہ مجھے چھوڑ کر چل دیئے۔ میں پانی میں سے نکلا جبہ کو نچوڑا اور ان کے پیچھے ہو لیا۔ مجھے سردی سے بہت تکلیف ہوئی۔ شیخ کے اصحاب نے میری مدد کرنی چاہی، مگر شیخ نے ان کو جھڑک دیا اور کہا، میں نے تو آزمائش کے لئے اسے اذیت دی، مگر اسے ایسا پہاڑ پایا کہ ہلتا نہیں۔ آج میں نے شیخ کو قبر میں دیکھا کہ ان پر جو اہر سے تر صاع حلد ہے۔ سر پر یاقوت کا تاج ہے۔ ہاتھ میں سونے کے کنگن ہیں پاؤں میں سونے کا پوش ہے۔ مگر داسنا ہاتھ ہلا نہیں سکتے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ وہ ہاتھ ہے۔ جس سے میں نے تجھے پانی میں دھکیل دیا تھا۔ کیا تو مجھے معاف کرنا چاہتا ہے میں نے کہا ہاں۔ شیخ نے فرمایا تو اللہ سے دعا مانگ کہ وہ میرا ہاتھ درست کر دے اس لئے میں دعا کرنے کے لئے کھڑا رہا اور با پنچزار ویول نے اپنی اپنی قبروں میں آمین کہی اور اللہ سے سوال کیا کہ وہ میری درخواست قبول کرے۔ میں وہیں اللہ سے دعا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ہاتھ درست کر دیا۔ اور انہوں نے اسی کے ہاتھ مجھ سے مصافحہ کیا اور انہیں اور مجھے کمال خوشی حاصل ہوئی۔ جب بغداد میں یہ قصہ مشہور ہوا تو شیخ حماو کے اصحاب میں سے بغداد کے مشائخ و صوفیہ جمع ہوئے تاکہ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر



سے اس قصے کی صداقت کا ثبوت طلب کریں اور فقراء، کا ایک گروہ ان کے پیچھے ہو لیا اور مدرسے میں آئے۔ مگر آپ کی ہیبت سے کوئی بول نہ سکا یہاں تک کہ آپ نے خود فرمایا کہ تم مشائخ میں سے دو کو انتخاب کر لو۔ تمہیں ان کی زبانی میرے قول کی صداقت ظاہر ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے بالافتقار شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی کو جو بغداد میں نووارد تھے اور شیخ ابو محمد عبدالرحمن کریمی کو جو بغداد میں مقیم تھے۔ انتخاب کیا اور یہ ہر دو بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے۔ حاضرین نے آپ سے عرض

۱۱۲ شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی اکابر مشائخ خراسان میں سے بہت مشہور ہیں صاحب کشف و کرامات اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ قریب بوزنجر میں جو ہمدان سے سادہ کی طرف ایک منزل کے فاصلے پر ہے قریباً ۴۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور ہرات سے مرو کو واپس آتے ہوئے بازغیس کے نواح میں قصبہ یا معین میں ۱۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے مگر کچھ مدت کے بعد مرو میں منتقل کئے گئے اور وہیں اس خطرے میں جو آپ کی طرف منسوب ہے مدفن ہوئے آپ کا مزار مشہور ہے لوگ زیارت کو آتے ہیں ایک روز آپ دعوت فرما رہے تھے۔ دو عالموں نے جو مجلس میں حاضر تھے۔ آپ سے کہا چپ رہ تو بدعتی ہے۔ آپ نے فرمایا، چپ رہو۔ تم زندہ نہ رہو گے۔ پس ان دونوں کا وہیں انتقال ہو گیا۔ ایک دفعہ ہمدان کی ایک عورت روتی ہوئی آپ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ میرے بیٹے کو فرنگی پکڑے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو مگر اس سے صبر نہ ہو سکا۔ اس لئے آپ نے یوں دعا فرمائی۔ یا اللہ اس کی بیڑیاں کھول دے اور اسے کشائش عطا فرما پھر فرمایا، چلی جا، تو اپنے بیٹے کو گھر پائے گی۔ چنانچہ

کی کہ ہم آپ کو اس غرض کے لئے آئندہ جمعہ تک مہلت دیتے ہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا، تم یہیں بیٹھے رہو یہاں تک کہ تمہارے نزدیک یہ امر ثابت ہو جائے پھر آپ نے مراقبہ میں سر جھکا لیا اور حاضرین نے بھی سر جھکا لئے۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ شیخ یوسف ننگے پاؤں دوڑتے آئے یہاں تک کہ مدرسے میں داخل ہوئے اور کہنے لگے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھا دیا کہ شیخ حماد مجھ سے فرما رہے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مدرسے میں جلدی جاؤ۔ اور وہاں جو مشائخ جمع ہیں ان سے کہہ دو کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے میری نسبت جو خبر دی ہے وہ سچ ہے۔ شیخ یوسف اپنا کلام ختم نہ کرنے پائے تھے کہ شیخ عبدالرحمن بھی آگئے اور انہیں نے بھی وہی بیان کیا جو شیخ یوسف نے کیا تھا۔ پس تمام مشائخ نے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی۔ (بہجہ ص ۵۳-۵۴)



جب وہ گھر آئی تو بیٹے کو موجود پایا۔ حیران ہو کر اس سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں ابھی قسطنطیہ میں تھا۔ میرے پاؤں میں بڑیاں تھیں، مجھ پر پیرا لگا ہوا تھا کہ ایک شخص جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا میرے پاس آیا اور مجھے اٹھا کر ایک آنکھ جھپکنے میں یہاں لے آیا یہ سن کر وہ عورت شیخ کے پاس آئی۔ آپ نے فرمایا کیا تو امر الہی سے تعجب کرتی ہے خدا کے مخلص بندے ایسے ہیں جن کو اپنے مقاصد میں تصرف عطا فرمایا ہے۔ (بہجہ ص ۱۴۲- معجم البلدان)

## منغیبات پر مطلع ہونا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کثرت سے منغیبات پر اطلاع دی کہ کسی دلی کو نہیں دی۔ چنانچہ شیخ ابوالقاسم بزاز اور ابو حفص عمر کیماتی نے بغداد میں ۵۹۱ھ میں بیان کیا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ علی رؤس الاشہاد مجلس میں ہوا میں چلا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سورج نہیں نکلتا جب تک کہ مجھے سلام نہ کرے۔ سال میرے پاس آتا ہے اور مجھے سلام کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ مجھ میں فلاں فلاں واقعات ہوں گے۔ اسی طرح مہینہ ہفتہ اور دن مجھے سلام کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہم میں فلاں فلاں امر واقع ہوگا۔ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ لوح محفوظ میں نیک و بد میری آنکھوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ میں مشاہدہ الہی اور علم الہی کے سمندروں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر رحمت اللہ ہوں۔ میں روئے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب و وارث ہوں۔ (بہجہ ص ۲۲)

شیخ المشائخ زین العلماء بدیع الدین ابوالقاسم خلف بن عیاش شافعی نے ۶۰۵ھ میں بیان کیا کہ شافعی زمانہ ابو عمرو عثمان بن اسماعیل نے مجھے بغداد میں بھیجا تاکہ میں ان کے لئے مسند امام احمد بن حنبل کا نسخہ حاصل کروں جب میں بغداد میں آیا تو میں نے لوگوں کو شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے ذکر پر فریفتہ پایا میں نے اپنے دل میں کہا اگر یہ شخص ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے تو میرے دل کی بات مجھے بتا دے گا۔ پھر میں نے خلاف عادت صورت سوچی اور اپنے جی میں کہا۔ میں

چاہتا ہوں کہ جب میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں اور ان سے سلام کہوں۔ تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں بلکہ مجھ سے منہ پھیر لیں اور اپنے خادم سے کہیں کہ اس آنے والے شخص کے قرعہ اجلے بے مواز سر کے مطابق چھوٹارے کا ٹکڑا اور شہد ایک ایک وانگ کالاؤ۔ جو نہ دانہ بھر زیادہ اور نہ دانہ بھر کم ہو۔ جب خادم یہ دونوں چیزیں شیخ کے پاس لے آئے تو وہ پیشتر اس کے کہ میں ان سے سوال کروں اپنی کلاہ مجھے پہنا دیں اور میرے سلام کا جواب دیں۔ یہ جی میں ٹھان کر میں فوراً اٹھا اور شیخ کے مدرسے میں آیا۔ میں نے ان کو محراب میں بیٹھے پایا۔ انہوں نے میری طرف اس طرح نگاہ کی۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ ان کو ان تمام باتوں کا علم ہے جو میں نے دل میں ٹھان رکھی تھیں۔ میں نے ان سے سلام کہا انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، بلکہ مجھ سے اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے خادم سے کہا کہ اس آنے والے شخص کے قرعہ کے مطابق چھوٹارے کا ایک ٹکڑا اور شہد ایک ایک وانگ کالاؤ جو نہ دانہ بھر زیادہ اور نہ دانہ بھر کم ہو۔ اللہ کی قسم شیخ نے وہی الفاظ دھرائے جو میرے دل میں تھے اور ان میں سے کوئی بھی نہ چھوڑا جب خادم آگیا اور اس نے میری کلاہ لی اور اس میں چھوٹارے کا ٹکڑا رکھا تو وہ کلاہ گویا اس ٹکڑے سے لے لے قالب تھی اور شہد میرے آگے پیش کیا گیا۔ پھر شیخ نے اپنی کلاہ مجھے پہنا دی اور میرے سلام کا جواب دیا۔ اور مجھ سے فرمایا اے خلف تو یہ سب چاہتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے آپ کی خدمت میں قیام کیا اور آپ سے علم پڑھا اور حدیثیں سنیں۔ (بہجہ ص ۶۹)

شیخ زین الدین ابوالحسن علی بن ابی طاہر بن نجاب بن غنائم انصاری دمشقی

واعظ نزیل مصر نے ۵۹۸ھ میں ذکر کیا کہ میں نے ایک دفعہ حج کیا اور میں اور میرا رفیق ہر دو بغداد میں آئے۔ ہم پہلے کبھی اس شہر میں نہ آئے تھے اور نہ یہاں کسی سے واقف تھے۔ ہمارے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہم نے اسے بیچ کر چاول خریدے اور کھائے، مگر سیر نہ ہوئے۔ پھر ہم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آئے۔ جب ہم بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کر کے فرمایا۔ مسکین مسافر ہیں جو حجاز سے آئے ہیں۔ ان کے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے اسے بیچ کر چاول خریدے اور کھائے مگر سیر نہ ہوئے۔ یہ سُن کر مجھے سخت تعجب ہوا۔ جب آپ اپنا کلام ختم کر چکے، تو آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔

میں نے آہستہ اپنے رفیق سے کہا تو کیا کھانا چاہتا ہے۔ اس نے کہا۔ کشک۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں تو شہید چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ فوراً کشک اور شہد لاؤ۔ جب وہ آئے تو فرمایا کہ اُن دونوں کے آگے رکھ دو۔ خادم نے کشک میرے آگے اور شہد میرے رفیق کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ ٹھیک نہیں۔ اس کا عکس کرو۔ یہ سُن کر میں بے اختیار چلا اٹھا اور لوگوں کی گردنوں پر سے آپ کی طرف بھاگا۔ آپ نے فرمایا، ملک مصر کے واعظ کے لئے خیر مقدم ہو۔ میں نے عرض کی۔ میرے آقا! یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ میں تو الحمد شریف بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ کہنے کا امر ہوا ہے۔

لہ کشک ایک قسم کا کھانا ہے ہریہ کی مانند ہے جسے گھیوں یا جو کے آٹے اور بکری کے دودھ سے تیار کرتے ہیں۔ کذافی البرہان والسراج

راوی کا بیان ہے کہ میں آپ سے تعلیم پانے میں مشغول ہوا اور ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا علم دیا کہ دوسروں کو بیس سال میں بھی نصیب نہ ہو اور میں نے بغداد میں وعظ کیا پھر میں نے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو دمشق پہنچ کر غازیوں کو مصر میں داخل ہونے کے لئے تیار پائے گا تا کہ اس پر قابض ہو جائیں گے مگر ان سے کہہ دینا کہ اس دفعہ تم ہرگز کامیاب نہ ہو گے۔ ہاں دوسری بار کامیاب ہو جاؤ گے۔ جب میں دمشق میں آیا۔ تو وہی حال پایا جو آپ نے ذکر فرمایا تھا اور میں نے ان سے وہی کہا جو آپ نے فرمایا تھا، مگر وہ باز نہ آئے۔ جب میں مصر میں پہنچا تو وہاں خلیفہ کو ان کے مقابلے کے لئے تیار پایا۔ میں نے خلیفہ سے کہا، گہرا دُمت۔ وہ ناکام واپس جائیں گے۔ اور تم فتح پاؤ گے۔ جب وہ غازی مصر پہنچے تو ان کو شکست ہوئی۔ اس لئے خلیفہ نے مجھے اپنا ندیم خاص بنا لیا اور اپنے راز سے مجھے واقف کر دیا۔ پھر دوسری دفعہ غازی آئے تو وہ مصر پر قابض ہو گئے اور اس بات کے سبب جو میں نے ان سے دمشق میں کہی تھی انہوں نے میرا بڑا احترام کیا اور مجھے سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے ایک کلمہ سے ہر دو سلطنت کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ دینار ملے۔ شیخ زین الدین موصوف کو مصر میں خاص و عام میں قبولیت حاصل ہوئی۔ وہاں وہ مجلس وعظ منعقد کیا کرتے تھے اور لوگ ان کے وعظ سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے وہیں ۵۹۹ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کی پیدائش دمشق میں ۵۰۸ھ میں ہوئی تھی۔

(ہجرت ۷۳)

ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی ذکر کرتے ہیں کہ میرے باپ نے ہمیں

خبر دی کہ ۵۶ھ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔  
اے حضرت! تو موصل میں چلا جا۔ تیری پشت میں اولاد ہے جو وہاں پیدا ہوگی  
سب سے پہلے لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمد ہوگا۔ ایک بغدادی نابینا حافظ  
علی نام اس کو سات مہینے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرادے گا  
اور تیری عمر ۹۴ سال ایک ماہ ۷ دن ہوگی۔ اور تو اربل میں صحیح الحواس مرے گا۔  
ابو عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے والد موصل میں سکونت پذیر ہوئے۔ میں وہاں

شروع صفر ۶۱ھ میں پیدا ہوا۔ میرے والد ایک نابینا حافظ کے پاس مجھے قرآن  
پڑھانے کے لئے لائے۔ میں نے سات مہینے میں سات سال کی عمر میں قرآن شریف  
حفظ کر لیا۔ میرے والد نے اس حافظ سے نام و سکونت و ریاضت کی، تو اس  
نے کہا کہ میرا نام علی ہے اور میرے شہر کا نام بغداد ہے۔ اُس وقت میرے والد  
کو سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یاد آیا۔ میرے والد  
نے ۹ صفر ۶۲ھ میں اربل میں بمر ۹۴ سال ایک ماہ ۷ روز میں وفات پائی اور وقت  
وفات ہوش و حواس قائم تھے۔ (بہجہ ص ۷۹)

شیخ ابو محمد مفرج بن بنہان کا قول ہے کہ جب سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر  
کی شہرت ہو گئی تو بغداد کے سو بڑے بڑے عالموں نے اتفاق کیا کہ ہم میں سے ہر  
ایک حضرت غوث اعظم سے جدا جدا مسئلہ پوچھے تاکہ اس طرح آپ کو ساکت  
کر دیا جائے۔ وہ اس ارادے سے آپ کی مجلس و عہد میں آئے۔ میں اُس مجلس  
میں حاضر تھا۔ جب وہ بیٹھ گئے تو آپ نے سر جھکایا اور آپ کے سینہ مبارک  
سے نور کی شعاع ظاہر ہوئی۔ جس کو اُنسی نے دیکھا جسے اللہ نے دکھانا چاہا۔ وہ

شعاع ان سوکے سینوں پر سے گزری، جس کے سینے پر گزرتی وہ حیران و مضطر ہو جاتا۔ پھر سب ایک ہی دفعہ چلائے، انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سرنگے کر لئے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرسی کی طرف بڑھے اور اپنے سر آپ کے پاؤں پر رکھے اور اہل مجلس نے ایسا شور کیا جس سے بغداد گونج اٹھا۔ پس آپ نے سب کو یکے بعد دیگرے اپنے سینے سے لگایا۔ پھر آپ نے ایک سے فرمایا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اسی طرح باقی عالموں سے فرمایا، جب مجلس برخاست ہو گئی تو میں ان عالموں کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم بیٹھ گئے تو ہمارا سب علم سلب ہو گیا۔ جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہمیں اپنے سینے سے لگایا تو پھر بحال ہو گیا۔ آپ نے جو سوالات بیان فرمائے وہ وہی ہیں جو ہم نے سوچ رکھے تھے اور ان کے جوابات جو دیئے ہیں معلوم نہ تھے۔ (بہجۃ الاسرار - ص ۹۶)

شیخ ابوالمنظف منصور بن المبارک الواسطی الواعظ معروف بجرادہ ذکر کرتے ہیں کہ میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں اُس وقت جوان تھا۔ اور میرے پاس فلسفہ و علوم الروحانیات کی ایک کتاب تھی۔ آپ نے قبل اس کے کہ میری کتاب دیکھیں یا اس کا مضمون دریافت فرمائیں۔ مجھ سے فرمایا، منصور! یہ کتاب تیرا بڑا ساتھی ہے اٹھا اسے دھو دے۔ میرے دل نے اس کا دھو ڈالنا گوارا نہ کیا کیونکہ مجھے اس سے محبت تھی۔ اور اس کے چند مسائل و احکام مرغوب خاطر تھے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے سامنے سے اٹھ جاؤں اور کتاب کو گھر میں جا رکھوں اور آپ کے خوف سے اُسے نہ اٹھاؤں



اس نیت سے میں اٹھنے کو تھا، کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب کی نگاہ سے میری طرف دیکھا۔ پس میں اٹھ نہ سکا۔ اور قیدی کی مثل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، مجھے اپنی کتاب دو۔ میں نے جو اسے کھولا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ فقط سفید کاغذ ہے جس پر ایک حرف تک لکھا ہوا نہیں۔ میں نے وہ کتاب آپ کو دے دی۔ آپ نے ورق گردانی کے بعد فرمایا، یہ کتاب فضائل قرآن ہے یہ محمد بن ضریس کی تصنیف ہے اور مجھے واپس کر دی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پنج فضائل قرآن ہے جو ابن ضریس کی تصنیف ہے اور نہایت ہی خوشخط لکھی ہوئی ہے پھر آپ نے فرمایا کیا تو توبہ کرتا ہے کہ اپنی زبان سے وہ بات کہے جو تیرے دل میں نہ ہو۔ میں نے عرض کی ہاں۔ ابوالمظفر کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا، تو مسائل فلسفیہ و احکام الروحانیات جو مجھے یاد تھے سب بھول گئے اور میرے باطن سے ایسے محو ہو گئے کہ گویا کبھی ذہن میں آئے ہی نہ تھے۔ (بہجہ ص ۴۵)

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفتح الہروی جو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خادم تھے، بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ مجھے محمد طویل پکارا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے عرض کی۔ آقا۔ میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا، تو طویل العمر اور طویل الاسفار ہے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ شیخ محمد ایک ۱۳۷ سال زندہ رہے اور انہوں نے اپنی سیاحت میں عجائبات اور دور دراز ملک دیکھے اور کوہ قاف تک پہنچے۔ (بہجہ ص ۵۵)

اے کشف الظنون میں ابن الفریس لکھا ہے۔ واشر اعلم بالصواب

## قصائے حاجات

شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ نے بغداد میں اپنے مکان واقع باب الازج میں تاریخ ۳ رجب ۵۹۳ھ بیان کیا کہ میں از شیخ ابوالمسعود بن ابی بکر شیخ محمد بن قانداوانی - شیخ ابو محمد حسن فارسی - شیخ جمیل - شیخ ابوالقاسم عمر بزاز شیخ ابو حفص عمر غزالی - شیخ خلیل بن احمد مصری - شیخ ابوالبرکات علی بطائی شیخ ابو الفتوح نصر معروف ابن الخضری - شیخ ابو عبد اللہ محمد بن الوزیر عون الدین ابو الفتوح عبد اللہ بن ہیبتہ اللہ - ابوالقاسم علی بن محمد بن الصاحب بغداد میں سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کے مدرسے میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک اپنی اپنی حاجت طلب کرو۔ میں عطا کروں گا۔ شیخ ابوالسعود نے کہا میں ترک اختیار چاہتا ہوں۔ شیخ ابن قانداوانی نے کہا میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں۔ شیخ بزاز نے کہا میں خوف الہی چاہتا ہوں۔ شیخ فارسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک حال تھا جسے میں کھو بیٹھا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہی حال پھر وارو ہو جائے۔ شیخ جمیل نے کہا میں حفظ وقت چاہتا ہوں۔ شیخ عمر غزالی نے کہا میں علم کی زیادتی چاہتا ہوں۔ شیخ خلیل مصری نے کہا میں چاہتا ہوں کہ مجھے موت نہ آئے یہاں تک کہ مقام قطبیت حاصل کروں۔ شیخ ابوالبرکات نے کہا میں محبت الہی میں استفراق چاہتا ہوں۔ شیخ ابو الفتوح بن خضری نے کہا میں چاہتا ہوں کہ مجھے قرآن و حدیث حفظ ہو جائے۔ میں نے کہا میں معرفت چاہتا ہوں جس سے موارد بانیہ اور موارد غیر

ربانیہ میں تمیز کر سکوں۔ ابو عبد اللہ محمد بن الوزیر عمون الدین نے کہا میں نائب وزیر بننا چاہتا ہوں۔ ابو الفتوح بن ہبہ اللہ نے کہا میں خلیفہ کے گھر کا استاد بننا چاہتا ہوں ابو القاسم بن صاحب نے کہا میں خلیفہ کی درباری چاہتا ہوں۔

تمام کی حاجات سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔  
كُلًّا نُمِدُّهُ هُوًّا لَآئِيًا وَهُوَ لَآئِيًا مِّنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۗ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ  
مَحْظُورًا (بنی اسرائیل: ۷۴)

شیخ ابوالخیر کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم سب کو ہی ملا جو انہوں نے طلب کیا تھا۔ میں نے ہر ایک اسی حالت میں دیکھا جو وہ چاہتا تھا سوائے شیخ خلیل کے کیوں کہ وہ وقت نہ آیا تھا جس میں ان سے قطبیت کا وعدہ تھا۔

(ہجرت صفحہ ۳)



---

توجہ دیا۔ ہر ایک کو ہم پہچانے جلتے ہیں اُن کو اور اُن کو تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں گھیری۔

## دُورِ رازِ قاصد سے مدد کرنا

شیخ ابو عمر و عثمان صریغینی اور شیخ ابو محمد عبد الحق تریبی نے بغداد میں ۵۶۹ھ میں بیان کیا کہ ایک شنبہ ۳۔ ماہ صفر ۵۵۵ھ میں ہم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آپ کے مدرسے میں حاضر تھے آپ اٹھے اور نعلین چوبین میں وضو فرمایا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو زور سے نعرہ مارا اور ایک نعلین لیکر ہوا میں پھینک دی۔ وہ ہماری نظر سے غائب ہو گئی۔ پھر آپ نے دوسرا نعرہ مارا اور دوسری نعلین شریف ہوا میں پھینک دی۔ وہ بھی ہماری نظر سے غائب ہو گئی۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بعد ازاں ۲۳ دن کے بعد بلا وعجم سے قافلہ آیا وہ کہنے لگے کہ ہمارے پاس شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے لئے تدریس ہے۔ پس وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا ان سے تدریس لو۔ انہوں نے ہم کو آدھ سیر ریشم اور خنز کے کپڑے اور سونا اور نعلین دیئے جو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اُس دن پھینکے تھے۔ ہم نے ان سے دریافت کیا کہ یہ نعلین تمہیں کہاں سے ملیں۔ انہوں نے کہا کہ یک شنبہ ۳ ماہ صفر کو ہم چل رہے تھے کہ ناگاہ عرب ہم پر آپڑے، جن کے دوسرے گروہ تھے۔ انہوں نے ہمارا مال لوٹ لیا اور ہم میں سے بعض کو قتل کر ڈالا۔ اور وہ وادی میں تقسیم کرنے کے لئے اترے اور ہم کنارہ وادی پر اترے۔ ہم نے کہا، اگر ہم اُس وقت شیخ محی الدین کا نام لیں اور بصورت سلامت اپنے مال میں سے آپ کے لئے کچھ نذرمان لیں، تو بہتر ہے پس

جب ہم نے آپ کا نام لیا تو ہم نے دو نعرے سُنے، جن سے جنگل گونج اُٹھا اور ہم نے ان کو خوف زدہ پایا۔ ہم نے گمان کیا کہ دوسرے عرب ان کے پاس آگئے ہیں پس ان میں سے بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے اُو اپنا مال لے لو۔ اور دیکھو کہ ہم پر ناگاہ کیا مصیبت ٹوٹ پڑی۔ پھر وہ ہم کو اپنے سرگروہوں کے پاس لائے۔ ہم نے ہر دو کو مردہ پایا۔ ہر ایک کے پاس ایک نعلین جو میں پانی سے بھیکا ہوا پڑا تھا۔ پس انہوں نے ہمارا مال ہمیں واپس کر دیا اور کہا کہ اس کا کوئی بڑا سبب ہے (بہجہ ص ۶۷)

ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے بیان کیا کہ حافظ ابو عبداللہ محمد بن محمود بن البخار بغدادی نے بغداد میں ہمیں خبر دی کہ مجھے شیخ عبداللہ جبائی نے لکھا اور میں نے ان کے خط سے نقل کیا کہ میں ہمدان میں اہل دمشق میں سے ایک شخص سے ملا، جس کو ظریف کہتے تھے۔ اُس نے ذکر کیا کہ میں نیشاپور یا کہا خوارزم کے راستے میں بشر قرظلی سے ملا اور اس کے ساتھ چوہ اونٹ شکر سے لدے ہوئے تھے۔ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ایک خطرناک جنگل میں اترے جہاں خوف کے مارے بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا۔ جب ہم نے شروع رات بوجھ لادے، تو چار لدے ہوئے اونٹوں کو نہ پایا میں نے ہر چند تلاش کی، مگر نہ ملے۔ قافلہ چل دیا اور میں اونٹوں کو ڈھونڈنے کے لئے پیچھے رہ گیا اور شتر بان بھی میری خیر خواہی کے لئے میرے ساتھ ٹھہر گیا ہم نے اونٹوں کو بہت ڈھونڈا، مگر نہ پایا۔ جب صبح نمودار ہوئی، تو مجھے سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول یاد آیا کہ اگر تو کسی سختی

میں مبتلا ہو تو مجھے پکار۔ وہ سختی جاتی رہے گی۔ اس لئے میں نے یوں فریاد کی۔ یا شیخ عبدالقادر! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ یا شیخ عبدالقادر! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ پھر مشرق کی طرف جو توجہ کی، تو میں نے فجر کی روشنی میں ٹیلے پر ایک شخص کو دیکھا جس پر نہایت سفید کپڑے تھے، وہ اپنی آستین سے مجھے اشارہ کر رہا تھا، یعنی کہہ رہا تھا کہ ادھر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ پھر ہم نے چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے بیٹھے دیکھے۔ وہ ہم نے پکڑ لئے اور قافلے سے جا ملے۔

ابوالمعالی کا قول ہے کہ پھر میں شیخ ابوالحسن علی خباز کے پاس آیا اور اس سے یہ ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر نواز کو سنا کہ کہتے تھے کہ میں نے سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: "جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی، وہ مصیبت دور ہو گئی۔ جس نے کسی سختی میں میرا نام پکارا وہ سختی جاتی رہی۔ جس نے کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا وسیلہ پکڑا۔ وہ حاجت پوری ہو گی۔ اور جو شخص دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اخلاص گیارہ گیارہ بار پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت بیان کرے، خدا کے حکم سے وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔" (بہجہ ص ۱۰۲)

ایک روز شیخ صدقہ بغدادی رضی اللہ عنہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ اور دوسرے مشائخ بھی حضرت کی آمد کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت نکلے تو کسی پر رونق افروز ہوئے اور کچھ کلام

نہ فرمایا اور نہ قاری کو حکم دیا کہ کوئی آیت پڑھے، مگر لوگوں میں بڑا وجد پیدا ہوا۔ شیخ صدقہ نے اپنے جی میں کہا۔ حضرت نے کچھ کلام نہیں فرمایا اور نہ قاری نے کچھ پڑھا یہ وجد کہاں سے ہے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے شیخ کی طرف نگاہ کی اور فرمایا، میرا ایک مرید بیت المقدس سے یہاں تک ایک قدم میں آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ حاضری مجلس تمام اس کی ضیافت میں ہیں۔ شیخ نے دل میں کہا، جس کا ایک قدم بیت المقدس سے بغداد تک ہوا وہ کس بات سے توبہ کرتا ہے اور اُسے پیر کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نے شیخ کی طرف توجہ کی اور فرمایا وہ جو ہوا میں اڑتا ہے توبہ کرتا ہے کہ پھر ایسا نہ کرے گا اور وہ محتاج ہے اس بات کا کہ میں اُسے محبت الہی کا طریقہ سکھاؤں۔

پھر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا "انا سیفی مشہور و قوسی موند و بنالی موقتہ و سہامی صائبہ و رمی مصوب و فری مسرج انا نار اللہ الموقدۃ انا سلاب الاحوال انا بحر بلا ساحل انا ذیل الوقت انا المتکلم فی غیری انا المحفوظ انا الملعوظ یا صوام یا توام یا اهل الجبال وکت جبالکم یا اهل الصوامع ہد مت صوامعکم اقبلوا صوامعکم اقبلوا الی امر اللہ انا امر من امر اللہ یا بینات الطریق یا رجال یا البطان یا اطفال ہلموا وخذوا عن البحر الذی لا ساحل لہ ترجمہ ۱۔ میری تلوار میان سے کھچی ہوئی ہے، میری کمان پر چلہ چڑھا ہوا ہے۔ میرے سو فار تیر شست میں رکھے ہوئے ہیں۔ میرے تیر نشانہ پر پہنچنے والے

ہیں۔ میرا تیرہ خطا نہیں کرتا۔ میرے گھوڑے پر زین کسا ہوا ہے۔ میں اللہ کی آتش سوزاں ہوں۔ میں احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔ میں بھر بے کنار ہوں۔ میں اپنے وقت کا رہنما ہوں۔ میں اپنے غیر میں کلام کرنے والا ہوں۔ میں محفوظ ہوں۔ میں ملحوظ ہوں۔ اے روزہ دارو۔ اے رات کے جاگنے والو، اے پہاڑوں کے سہنے والو لپت ہوں تمہارے پہاڑ۔ اے صومعہ نشینو! منہدم ہوں تمہارے صومعے! اللہ کے امر کی طرف آؤ۔ میں اللہ کا امر ہوں۔ اے رستہ چلنے والو! اے مردو! اے پہلوانو! اے لڑکو! اور اس سمندر سے فیض لو جس کا کنارہ نہیں۔“ (ہجرت ص ۲۱)

بیان بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین و معتقدین و محبتین کی مدد کے لئے خواہ نزدیک ہوں یا دور ہر وقت تیار ہیں، اسی واسطے سلسلہ قادریہ میں وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعاً اللہ مہموم ہے۔  
حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں اپنا تجربہ بدیں الفاظ بیان فرماتے ہیں۔

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ  
ایشاں بسیار معلوم شد۔ با سچ کس از اہل این طریقہ نشدہ  
کہ توجہ مبارک آنحضرت مسبذول نیست۔ ہم چندین عنایت  
حضرت خواجه نقشبند بحال معتقدان خود مصروف است۔  
مغلان در صحرا یا وقت خواب اسباب سپان خود بر جھاتا



حضرت خواجہ مے سپارندہ۔ و تائیدات از غیب ہمراہ الیہاں سے  
شہود۔ دریں باب حکایات بسیارست تحریر آں باطالت سے  
رساند۔ سلطان المشائخ نظم م الدین اولیاء رحمہ اللہ علیہ  
بحال زائران مزار خود عنایت بسیار سے فرمائید۔ ہم چنیس  
شیخ جلال پانی تہی التفات ہائے نمایندہ۔

(کلمات طیبات مطبوعہ مجتہبائی دہلی ص ۸۴)



# وفات شریف

شیخ ابوالقاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رصنی اللہ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں بیمار ہو گئے۔ جب دو شنبہ کو انتیس تاریخ ہوئی۔ اور ہم بھی آپ کے پاس تھے اور اُس دن شیخ علی بن ابی نصر البیتنی۔ شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہروردی۔ شیخ ابوالحسن جو سقنی اور قاضی ابو یعلیٰ محمد بن محمد بن عبدالبراء بھی حاضر خدمت تھے۔ ایک شخص صاحب وقار آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔

”اے اللہ کے ولی السَّلَامُ عَلَیْكَ۔ میں ماہِ رمضان ہوں۔ آپ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں، جو آپ پر مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ سے جدا ہونا ہوا آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔“

پھر وہ شخص چلا گیا، جس طرح اُس نے کہا تھا ویسا ہی وقوع میں آیا کیونکہ آپ نے رمضان آئندہ نہ پایا اور وہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرمایا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۵ (بہجہ۔ ص ۲۲)

کسی نے ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات اور مقدر عمر کو کس خوبی سے بیان کیا ہے ۵

۱۵ شنبہ کی رات ۸ ربیع الآخر۔ بقول ابن النجار شنبہ کی رات ۱۰ ربیع الآخر (قلم ۱۳۵)

إِنَّ بَأْسَ اللَّهِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ      جَاءَ نِيَّ عِشْقِي وَمَاتَ نِيَّ كَمَالِ  
بے شک اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے      وہ عشق میں آیا اور کمال میں دفات پائی  
اس بیت میں کلمہ عشق کے عدد چار سو ستتر ہیں جو آپ کی تاریخ ولادت  
ہے اور کلمہ کمال کے عدد اکانوے ہیں جو مقدار عمر شریف ہے۔ اور کلمہ عشق کو  
جب کلمہ کمال کے ساتھ ملاویں تو پانسواکسٹھ ہوتے ہیں۔ جو تاریخ وفات  
ہے۔

## حُلِّيَّةٌ مَبَارِكَةٌ

آپ کا حلیہ مبارک یوں مذکور ہے۔ رنگ گندم گون۔ لائے جسم۔ میانہ  
قد۔ سینہ کشادہ۔ ڈاڑھی لمبی چوڑی۔ ہر دو ابرو متصل۔ آنکھیں سیاہ  
آواز بلند۔ روش نیک۔ قدر بلند علم کامل۔ (بہجہ ص ۹)

## أولاد

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق کے بیان کے مطابق آپ کے ماں انچاس بچے ہوئے۔ جن میں سے بیس لڑکے تھے اور باقی لڑکیاں تھیں۔

(فوات الوفيات جز ثانی ص ۳)

آپ کی اولاد زینہ میں سے مشہور یہ ہیں

نام	سن ولادت	سن وفات	جائے دفن
شیخ عبدالوہاب	شعبان ۵۲۲ھ	۲۵ شوال ۵۹۳ھ	بغداد - مقبرہ حلبہ
" علی	x	۱۲ رمضان ۵۶۳ھ	قراقرم مضر
" عبدالعزیز	شوال ۵۳۲ھ	۱۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ	جبال
" جبار	x	۱۹ ذی الحجہ ۵۴۵ھ	بغداد - حلبہ
" عبدالرزاق	۱۸ ذی القعدہ ۵۲۸ھ	۶ شوال ۶۴۳ھ	بغداد - باب حرب
" محمد	x	۲۵ ذی القعدہ ۶۰۰ھ	بغداد - حلبہ
" عبداللہ	۵۰۸ھ	۱۴ صفر ۵۸۹ھ	بغداد
" یحییٰ	۵۵۵ھ	۶۰۰ھ	بغداد - حلبہ
" موسیٰ	بیح الاول ۵۴۹ھ	جمادی الاخریٰ ۶۰۰ھ	قاسیون
" ابراہیم	x	۵۹۲ھ	واسط

آپ کی اولاد اشرف کے تفصیلی حالات مطولات میں دیکھنے چاہئیں۔ یہاں ان کے ایراد کی گنجائش نہیں۔



# تصانیف

غنیۃ الطالبین - فتوح الغیب - فتح ربانی - جلاء الخاطر فی الباطن  
والظاہر - یواقیت المحکم وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔



# اِشَادَاتُ

یہاں بطور تبرک آپ کے چند ارشادات کا اردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے تفصیل کے لئے آپ کی تصانیف اور کتب مناقب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

## ۱۔ بنائے تصوف

سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادے سے فرماتے ہیں میں تجھے امور ذیل کی وصیت کرتا ہوں۔

اللہ کا تقویٰ اور اس کی فرمانبرداری۔ ظاہر شریعت کے احکام کی پابندی  
سینہ کی صفائی (حسد، کینہ وغیرہ سے) نفس کی جو افریدی۔ چہرہ کی بشاشت۔  
عطا کردنی چیز کا دے ڈالنا۔ خلقت کو ایذا نہ دینا۔ خلقت کی ایذا برداشت کرنا۔  
درویشی۔ پیروں کی حرمت نگاہ رکھنا۔ برادران دین سے نیک صحبت رکھنا۔  
چھوٹوں کو نصیحت کرنا۔ رفیقوں سے لڑائی ترک کرنا۔ ایشیا کا لازم پکڑنا۔ مال  
ذخیرہ کرنے سے پرہیز کرنا۔ اس شخص کی صحبت ترک کرنا جو سالکوں کے زمرہ میں  
نہ ہو۔ دین و دنیا کے کاموں میں مسلمانوں کی مدد کرنا۔ حقیقی فقیر یہ ہے کہ تو خلقت  
کا محتاج نہ ہو اور حقیقی تو نگر یہ ہے کہ تو خلقت سے بے نیاز ہو۔ تصوف قبیل و  
قال سے نہیں لیا گیا، بلکہ مجھوک سے اور نفس کی مالوفات و مستحبات کے  
ترک کرنے سے۔ فقیر کو علم (مطالبہ احکام) سے ابتدا نہ کر بلکہ نرمی سے ابتدا کر

کیونکہ مطالبہ احکام اس کو متنفر کر دے گا اور نرمی سے اس میں انس پیدا ہوگا۔

تصوف آٹھ خصالتوں پر مبنی ہے۔ سخاوت ابراہیم علیہ السلام۔ رضائے اسحاق علیہ السلام۔ صبر النبی علیہ السلام۔ اشارت و مناجات زکریا علیہ السلام۔ تجرود و تضرع یحییٰ علیہ السلام۔ صوف موسیٰ علیہ السلام۔ سیاحت عیسیٰ علیہ السلام۔ فقر سیدنا و نبینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ ۵،)

## ب۔ ترتیب اشغال

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مومن کو چاہئے کہ پہلے فرائض میں مشغول ہو۔ جب فرائض سے فارغ ہو تو سنتوں میں مشغول ہو۔ پھر عباداتِ نافلہ میں مشغول ہو۔ پس جب تک کہ فرائض سے فارغ نہ ہو، سنتوں میں مشغول ہونا جہالت و رعونت ہے۔ پس اگر فرائض سے پہلے سنتوں اور نوافل میں مشغول ہو تو اس سے قبول نہ کئے جائیں گے اور وہ خوار کیا جائے گا پس فرائض کو چھوڑ کر سنن و نوافل ادا کرنے والے کا حال اس مرد کے حال کی مانند ہے، جسے بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلائے، مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے بلکہ اُس امیر کی خدمت میں قیام کرے، جو بادشاہ کا غلام و خادم اور اس کے دست قدرت و تصرف میں ہو۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمے قرض ہو اور وہ نوافل پڑھے۔ اُس کا حال اُس حاملہ عورت کا سا ہے کہ جب جننے کا وقت آئے

تو اسقاط کر دے۔ پس (باعتبار انتفاء مقصود) وہ عورت نہ حاملہ ہے نہ جلنے والی۔  
یہی حال ہے مصیٰ مذکور کا۔ اللہ اس سے نفل قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ فرض  
ادا کرے۔ اور نیز مصیٰ مذکور کا حال اس سوواگر کا سا ہے کہ جس کو نفع حاصل  
نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنا سہرا بیٹے۔ اسی طرح اُس شخص کا حال ہے جو سنت  
کو ترک کرے اور اُن لوافل میں مشغول ہو جو فرائض کے ساتھ روائت و دائمی نہیں  
اور شائع علیہ السلام کی طرف سے ان کی تصریح نہیں کی گئی اور نہ ان کی نسبت  
تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ منجملہ فرائض ہے حرام کا ترک کرنا اور اللہ عزوجل کے ساتھ  
کسی مخلوق کو شریک نہ ٹھہرانا اور اس کی قضا و قدر پر اعتراض نہ کرنا اور معصیت  
میں مخلوق کی فرمانبرداری نہ کرنا اور اللہ کے امر و طاعت سے روگردانی نہ کرنا۔ نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔  
(فتوح الغیب مقالہ ۴۸)

## ج۔ اسم اعظم

سیدنا حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسم اعظم "اللہ"  
ہے تیری دعا قبول ہوگی، جس وقت تو اللہ کہے اور تیرے دل میں غیر اللہ نہ ہو  
عارف کا بسم اللہ کہنا ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا کُن کہنا۔ یہ کلمہ اندوہ و  
اندیشہ کا ازالہ کرتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔ یہ کلمہ ہے جو زہر کو باطل کر دیتا ہے  
یہ وہ کلمہ ہے جس کا نور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ منظر  
عجاب ہے۔ اللہ کی قدرت بلند ہے۔ اللہ کی بارگاہ محکم ہے۔ اللہ بندوں



سے آگاہ ہے۔ اللہ دل کا نگہبان ہے۔ اللہ سرکشوں کے مغلوب کرتا ہے۔ اللہ سے متکبر سلاطین کے شکست دینے والا ہے۔ اللہ ظاہر و باطن کا حاکم ہے۔ اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جو اللہ کا ہو رہے وہ اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا جو اللہ کی راہ میں چلتا ہے وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور جو اللہ تک پہنچ جاتا ہے، وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ اللہ سے انس رکھتا ہے۔ جو غیروں کو ترک کر دے اُس کا وقت اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے تو اللہ کا دروازہ کھٹکھٹا۔ تو اللہ کی پناہ لے۔ تو اللہ پر بھروسہ کر۔ اے روگردان تو اللہ کی طرف رجوع کر۔ محب اس پرندے کی طرح جو درختوں میں نہیں سوتا وقت سحر کی خلوت میں اپنے حبیب سے مناجات کرتا ہے قرب کی خوشبو دار ہوان کے دلوں پر چلتی ہے پس وہ اپنے رب کے مشتاق ہوتے ہیں۔ تم مجھے تسلیم و تفریق کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں انب اختیار کے ساتھ یاد کروں گا۔ اس کا بیان اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔ تم مجھے شوق و محبت سے یاد کرو۔ میں تم کو دو سال و قربت سے یاد کروں گا۔ تم مجھے حمد و ثنا سے یاد کرو میں تم کو احسان و جزا سے یاد کروں گا تم مجھے توبہ سے یاد کرو میں تم کو گناہ کی معافی سے یاد کروں گا۔ تم مجھے دعا سے یاد کرو میں تمہیں سوال سے یاد کرو۔ میں تمہیں نوال یعنی بخشش سے یاد کروں گا تم مجھے غفلت کے بغیر یاد کرو میں تمہیں مہلت کے بغیر یاد کروں گا۔ تم مجھے پشیمانی کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں کرم کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے معدت کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں مغفرت کے ساتھ یاد کروں۔ تم مجھے ارادہ سے یاد کرو میں

تمہیں افادہ سے یاد کروں گا۔ تم مجھے گناہ سے بیزاری کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں احسان و نیکی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے اخلاص یعنی بے ریا عبادت کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں خلاص یعنی نجات کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے دلوں سے یاد کرو، میں تمہیں غموں کے دور کرنے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے زبان سے یاد کرو میں تمہیں امان سے یاد کروں گا۔ تم مجھے افتقار یعنی محتاجی کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے عذر خواہی اور استغفار کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں رحمت اور بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے ایمان کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں بہشت کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے اسلام کے ساتھ یاد کرو، میں تمہیں اکرام کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے دل سے یاد کرو میں تمہیں پردوں کے دور کرنے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے ذکر فانی کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں ذکر باقی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے زاری و تضرع کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں نیکی اور بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے فروتنی اور عاجزی سے یاد کرو میں تمہیں لغزشوں کی معافی سے یاد کروں گا۔ تم مجھے گناہ کے اقرار کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں گناہ کے مٹانے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے باطن کی صفائی سے یاد کرو۔ میں تمہیں خالص نیکی سے یاد کروں گا۔ تم مجھے صدق کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں نرمی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے صفائی کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں معافی کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے تعظیم کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں تکریم و عزت دینے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے تکبر یعنی بزرگی کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں نجات و توقیر کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے ظلم چھوڑنے کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں حفظ و وفا

کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے ترکِ خطا کے ساتھ یاد کرو، میں تمہیں طرح طرح کی عطا  
کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے کمالِ خدمت کے ساتھ یاد کرو، میں تمہیں نعمت کے  
تمام و کمال کرنے کے ساتھ یاد کروں گا۔ تم مجھے یاد کرو جہاں تم ہو، میں تمہیں یاد  
کروں گا۔ جہاں میں ہوں اور بے شک اللہ کا ذکر بڑا ہے۔ (بہجہ ص ۶۵-۶۹)

## (۵) نبوت اور ولایت

سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبوت اور ولایت میں یہ فرق  
بیان فرمایا ہے کہ نبوت اللہ کا کلام ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوح الامین  
کے ساتھ پہنچا اور ولایت حدیث ہے جو دل کے دل میں بطریق الہام ڈالی جاتی ہے  
اور اس کے ساتھ طمانیت ہوتی ہے جو بغیر توقف کے اطمینان و قبولیت کا موجب  
ہوتی ہے۔ پس جو شخص نبوت کو رد کرتا ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کے کلام  
اور روحی اور فرشتے کو رد کرتا ہے۔ اور جو حدیث کو رد کرتا ہے۔ وہ کافر نہیں بلکہ  
محروم رہتا ہے اور اس کا انکار اس پر وبال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس علم الہی کا رد  
ہے۔ جو اللہ تعالیٰ بمتقضائے محبت خود ولی کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ چونکہ اس  
کے ساتھ طمانیت ہوتی ہے۔ اس لئے ولی کا دل اسے قبول کر لیتا ہے اور مطمئن  
ہو جاتا ہے۔ (بہجہ ص ۶۴)

## (۵) قلب کے خطرات

جو چیزیں دل میں گزرے اُسے خطرہ کہتے ہیں۔ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ قلب کے خطرے چھ ہیں۔

۱۔ خطرہ نفس۔

۲۔ خطرہ شیطان۔

۳۔ خطرہ فرشتہ۔

۴۔ خطرہ روح۔

۵۔ خطرہ عقل۔

۶۔ خطرہ یقین۔

خطرہ نفس شہوتوں کے حاصل کرنے اور جائز و ناجائز خواہش کی متابعت

کا امر کرتا ہے۔

خطرہ شیطان اصول میں کفر و شرک اور وعدہ الہی میں شک و تہمت

کا امر کرتا ہے اور فروغ میں گناہوں اور توبہ کے ساتھ جھوٹے وعدوں اور

اس فعل کا امر کرتا ہے۔ جس میں دنیا و آخرت میں نفس کی ہلاکت ہو۔ یہ دونوں

قسم کے خطرے مذموم ہیں اور عامہ مومنین میں پائے جاتے ہیں۔

خطرہ روح اور خطرہ فرشتہ ہر دو وارد ہوتے ہیں حق اور طاعت

الہی کے ساتھ اور اس امر کے ساتھ جس کا انجام دین و دنیا میں سلامتی ہو

اور اس امر کے ساتھ جو کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ یہ دونوں خطرے محمود

و پسندیدہ ہیں جو خاص مومنین میں مفقود نہیں ہوتے۔ خطرہ عقل کبھی تو

اس فعل کا امر ہوتا ہے جس کا نفس و شیطان امر کرتے ہیں اور کبھی اس کا

جس کا روح و فرشتہ امر کرتے ہیں۔ یہ حکمت الہی ہے تاکہ بندہ خیر و شر میں وجود

مفقول اور صحت شہود و تمیز کے ساتھ داخل ہو۔ پس جزا و سزا اس پر عائد ہوگی۔  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جسم انسان کو اپنے احکام جاری کرنے کا مکان اور اپنی  
مشیت کے نفاذ کا محل بنایا ہے۔ اسی طرح عقل کو خیر و شر کی حامل بنایا ہے  
جو ان دونوں (خیر و شر) کو لے کر خزانہ جسم میں جاتی ہے۔ اس لئے کہ یہ تکلیف  
کا مکان اور تصرف کی جگہ اور تعریف کا سبب ہے۔ پس عاقل کے لئے رحیم  
الہی یا عذاب الہی۔

خطرہ یقین جو روح الایمان اور مزید علم ہے، خواص اولیائے موقنین  
صدیقین شہداء ابدال سے مخصوص ہے۔ اور یہ خطرہ وارد نہیں ہوتا۔ مگر حق  
کے ساتھ اگرچہ اس کا درد و خفی اور اسکی آمد و تبق ہو اور اس میں علم لدنی اور  
اشہاد غیبی اور اسرار امور کے سوا اور کسی امر کے ساتھ قرح نہیں ہو سکتی۔ پس  
یہ محبوبین موقنین مختارین کے لئے ہے جو اپنے ظواہر سے غائب ہیں اور فرانس  
وسنن موکدہ کے سوا ان کی ظاہری عبادت باطنی عبادت بن گئی ہے۔ پس وہ  
ہر وقت اپنے باطنوں کے مراقبے میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ظواہر کی تربیت  
فرماتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔ **إِنَّ قَوْلِي لِلَّهِ الَّذِي نَزَّلَ  
الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَكَّى الصَّالِحِينَ**۔ اور ہر روز ان کی معرفت اور علم اور نور  
اور قرب ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ دار فنا سے وار بقا کو جاتے ہیں تو  
ان کا انتقال یوں ہوتا ہے جس طرح کہ دلہن کو ایک جھونپڑی سے عالی شان  
محل میں لے جاتے ہیں۔ پس دنیا ان کے حق میں جنت ہے اور آخرت میں ان  
کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہے اور وہ دیدار الہی ہے بغیر حجاب و حاجب کے

اور بغیر وقت و انقطاع کے۔ چنانچہ قرآن پاک میں وارد ہے إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهْرٍ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مِلِّئِكَ مُقْتَدِرِينَ۔ اور جیسا کہ دوسری جگہ آیا ہے لَكِن يَنْبَغِي أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادًا ۖ۔ اور نفس و روح فرشتے اور شیطان کے القا کے لئے دو مکان ہیں۔ سو فرشتہ قلب میں تقویٰ کا القا کرتا ہے اور شیطان نفس میں فجور کا القا کرتا ہے۔ پس وہ دل سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ جو ارجح کو فجور میں استعمال کرو۔ اور جسم کے دو مکانوں میں عقل اور ہوائے حاکم کی مشیت سے تصرف کرتے ہیں۔ اور وہ حاکم توفیق یا غرور ہے۔ اور دل میں دو روشن نور ہیں یعنی علم و ایمان۔ پس یہ تمام دل کے آلات و حواس ہیں اور دل ان آلات کے درمیان بادشاہ کی مثل ہے اور یہ اس کا لشکر ہیں جو اس کے پاس لائے جاتے ہیں یا دل ایک مجلہ شیشے کی مثل ہے اور یہ آلات اس کے گرد ظاہر ہوتے ہیں۔ پس وہ ان کو دیکھتا ہے اور ان میں قدح کرتا ہے۔ اور خواطر خطاب ہیں جو ضمائر پر وارد ہوتا ہے۔ جب یہ خطاب فرشتے کی طرف سے ہوتو وہ الہام ہے۔ اور جب شیطان کی طرف سے ہوتو وہ وسوسا ہے۔ جب نفس کی طرف سے ہوتو ہاجس ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتو خطرہ حق ہے۔ الہام کی علامت یہ ہے کہ کتاب و سنت کے موافق ہو۔ پس وہ الہام کہ ظاہر شریعت اس کا شاہد نہ ہو باطل ہے۔ اور یا جس کی علامت نفس کی خاص صفات میں سے کسی وصف میں اصرار کا پایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص اور وصف کا مترکب ہو جاتا ہے اور وسوسا کی علامت یہ ہے کہ جب کسی لغزش کی طرف بلایا جائے۔ اور اس کی مخالفت کی جائے تو کسی دوسری لغزش کی دعوت دی جائے۔

کیونکہ اس کے نزدیک تمام مخالفت برابر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔  
إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ اور خطرہ حق کی علامت  
یہ ہے کہ حیرت کا موجب نہ ہو اور بُرائی کی طرف نہ کھینچے جائے۔ بلکہ مزید  
علم و بیان کے ساتھ وارد ہو اور بوقت وجدان اپنے وصف سے پہچانا جائے  
جب دل پر ایک خطرہ حق بعد دوسرے خطرہ حق کے وارد ہو۔ تو بقول حضرت  
جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلا اقویٰ ہوتا ہے، کیونکہ جب وہ باقی رہا تو  
صاحب خطرہ تامل کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور یہ مکان علم ہے اور بقول ابن  
عطاء دوسرا قویٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلے خطرہ کے ساتھ اس کی قوت زیادہ ہو جاتی  
ہے اور بقول ابن خفیف دونوں برابر ہوتے ہیں کیونکہ دونوں حق کی طرف سے ہیں  
اور ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں، مگر یہ کہ کسی وصف خاص کے سبب مرجح  
پایا جائے۔ جب دل پر مختلف خطرات آئیں تو یہ پڑھنا چاہیے۔

بسمان الملك الخلاق ان يشار يذ هبكم ويات بخلق جديد  
وقاذلك على الله بعنايد-

اور اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص کی خوراک حرام ہو۔ وہ خطرات میں تمیز  
نہیں کر سکتا۔ (بہجہ۔ ص ۶۷-۶۸)

## (و) عمل و نیت

سیدنا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ شیطان  
نے انا کہا تو ملعون ہو گیا اور منصور حلاج نے انا کہا تو مقرب ہو گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا کہ منصور انا سے فنا تھا تاکہ وہ بغیر خودی کے باقی رہے۔ اس لئے مجلس وصال میں پہنچایا گیا اور وہاں اُسے بقا کا خلعت پہنایا گیا، مگر شیطان کا مقصود انا سے بقا تھا۔ اس لئے اس کی ولایت فنا ہو گئی۔ اس کی نعمت چھین لی گئی۔ اس کا درجہ لپٹ ہو گیا اور اس کی لعنت کا آوازہ بلند ہو گیا۔  
(بہجہ - ص ۱۲۲)

## (سہ) شعر غوث پاک رضی

سیدنا حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک شعر یہ ہے۔

۵

أَفَلَتْ شَمْسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا  
(پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب  
أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ  
ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہوگا)

اس شعر کی شرح با حسن الوجہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا  
شیخ احمد سرمندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات (دفتر سوم - مکتوب ۱۲۳)  
میں درج ہے جسے ہم بطور مسک الختام یہاں نقل کرتے ہیں۔ وہ ہوندا

راہ نامے کہ بجناب قدس موصل اندوواندہ را ہیست کہ تقریب  
نبوت تعلق دارو علی اربا بہا الصلوٰۃ والسلام و موصل  
اصل الاصل است۔ واصلان این راہ باصالة انبیا اند  
علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و صحابہ الیشاں و از سائر امتاں  
تا کر ایس دولت بنوازند اگر چہ قلیل بوند بلکہ اقل۔ و دریں راہ



توسط وحیلولہ نیست۔ ہر کہ ازیں واصلان فیض میگیرد بے توسط  
احدی از اصل اخذ می نماید و بیچ یکے دیگرے را حائل نیست و  
راہیت کہ بقرب ولایت تعلق وارد۔ اقطاب و اقطاب و بدلا و  
نجب و عامہ اولیاء اللہ بہ ہمیں راہ واصل اند و راہ سلوک عبارت  
ازیں راہست، بلکہ جذبہ متعارفہ نیز داخل ہمیں است و توسط  
وحیلولت دریں راہ کائن است و پشوائے واصلان این راہ  
و سرگروہ اینہا و منبع فیض این بزرگواران حضرت علی مرتضیٰ است  
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ و این منصب عظیم الشمان  
بایشان تعلق وارد۔ دریں مقام گویا ہر دو قدم مبارک  
آن سرور علیؑ آلاء الصدقہ والسلام بفرق مبارک  
اوست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت فاطمہ حضرت حسنین رضی  
اللہ تعالیٰ عنہم دریں مقام باایشان شریک اند انکارم کہ حضرت  
امیر قسبل از نشاء عنصری نیز ملاؤ و ملجا و این مقام بودہ اند چنانچہ  
بعد از نشاء عنصری، و ہر کہ فیض ولایت ازیں راہ محار رسید  
توسط ایشان میرسید۔ چہ ایشان نزد نقطہ منتہائے این راہ  
اند و مرکز این مقام باایشان تعلق وارد، و چوں دورہ حضرت  
امیر تمام شد این منصب عظیم القدر و بحضرات حسنین  
ترتیباً مفوض و مسلم گشت۔ و بعد از ایشان ہماں منصب بہر  
یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب و التفصیل قرار گرفت۔ و در

اعصار میں بزرگواران و ہم چنیں بعد از ارتحال ایشان ہر کرا  
فیض و ہدایت میرسید توسط این بزرگواران بودہ و بحبلت  
ایشان ہر چند اقطاب و نجباء کے وقت بودہ باشند و  
ملاذ و ملجا ہمہ ایشان بودہ اند چہ اطراف را غیر از حقوق مرکز چارہ  
نمیت تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید  
قدس سرہ و چون نوبت بہ این بزرگوار شد منصب مذکور باد  
قدس سرہ مفوض گشت۔ و ما بین الممہ مذکورین و حضرت شیخ  
بایچ کس بریں مرکز مشہود نمے گرد۔ و وصول فیوض و برکات  
دریں راہ بہ ہر کہ باشد از اقطاب و نجباء توسط شریف اور  
مفہوم مے شود۔ چہ این مرکز غیر اور ایسرن شدہ۔ از نجباء  
کہ فرمودہ۔

## شعر

۵ افلت شمس الاقلین و شمسنا  
ابداعلی افق العلی لا تغرب  
مراد از شمس آفتاب فیضان ہدایت و ارشاد است و از  
قول آن عدم فیضان مذکور۔ و چون بوجہ حضرت شیخ  
معاملہ کہ با ولین تعلق داشت باوقرار گرفت۔ و از واسطہ  
وصول رشد و ہدایت گردید چنانچہ پیش از ولین بودہ  
اند و نیز تا معاملہ توسط فیضان برپاست بتوسل اوست

ناچار راست آمد کہ۔

افلت شمس الاولین وشمسنا الخ

سوال :- اس حکم منتقض است بجد و الف ثانی زیرا کہ در بیان  
معنی مجد و الف ثانی در مکتوبے از مکتوبات جلد ثانی اندراج  
یافتہ است کہ ہر چند از قسم فیض وراں مدت با امتثال  
برسد توسط او باشد ہر چند کہ اقطاب و اوقات باشند  
و بدلا و نجب وقت بودند

جواب :- گوئیم کہ مجد و الف ثانی دریں مقام نامناسب  
حضرت شیخ ست و بہ نیابت حضرت شیخ این معاملہ بادم بوط  
است چنانچہ گفتہ اند نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا  
محذود (چنانکہ نور سورج کے نور سے حاصل ہے پس کوئی  
اشکال نہیں) انتہی

## ترجمہ فارسی

جہ راستے ذات خداوندی تک پہنچاتے ہیں دو ہیں۔ ایک راستہ وہ  
ہے جس کا تعلق قرب نبوت سے ہے (ان پر صلوٰت و سلام ہو) اور یہی  
راستہ خدا رسیدہ ہونے کا اصلی ہے اور اس راستہ سے پہنچنے والے  
انبیاء ہیں۔ اور ان کے صحابہ کرام ہیں اور تمام امتیور میں سے جن کو یہ دوست  
عطا ہوئی ہے اگرچہ تھوڑے ہیں اور اس راہ میں اور کوئی وسیلہ یا ذریعہ

نہیں ہے۔ جو کوئی ان واصلانِ حق سے فیض نیتا ہے بغیر کسی اور وسیلے  
کے اصل ہی سے حاصل کرتا ہے اور کوئی دوسرا اس راہ میں حائل نہیں ہے۔  
اور ایک راہ وہ ہے جس کا تعلق ولایت سے ہے۔ تمام قطب، اوقاد  
ابدال و بزرگان اور عام اولیائے کرام اسی ولایت کے راستے سے واصل  
ہوتے ہیں۔ اور راہ سلوک کا مطلب بھی یہی راستہ ہے، بلکہ جذبہ متعارفہ  
بھی اسی میں داخل ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس راہ سے  
واصل ہونے والوں کے پیشوا ہیں اور جن بزرگوں نے اس راہ سے فیض  
پایا ہے ان کے سردار ہیں اور ان بزرگوں کا عالی مقام ان سے ہی تعلق  
رکتا ہے اور اس مقام پر گویا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے قدم آنحضرت  
سرد علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک پر ہیں اور حضرت  
فاطمہ و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام پر ان کے ساتھ  
شامل ہیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت امیر وصال سے پہلے اس مقام ولایت  
کے ملجا و ماویٰ تھے اور جس کسی کو اس راستے سے فیض پہنچتا تھا ان ہی کے  
توسط سے پہنچتا تھا۔ جب حضرات امیر کا زمانہ ختم ہو گیا تو یہ اونچے مرتبے کا  
منصب حضرات حسنین کو ترتیب وار حاصل ہوا۔ اور ان کے بعد علی الترتیب  
بارہ اماموں کو پہنچتا رہا۔ اور اسی طرح ان بزرگوں کے وصال کے بعد جس کسی  
کو فیض پہنچتا ہے۔ ان ہی کے وسیلے سے پہنچتا ہے اور ان کے بعد جتنے بھی  
غوث، قطب یا اولیاء ہوئے ہیں ان کا ملجا و ماویٰ بھی وہی ہوئے ہیں، کیوں کہ

کیونکہ اطراف کو لا محالہ مرکز سے ہی ملنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اس مرتبہ تک پہنچ گئے اور یہ مرتبہ آپ کو مل گیا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں ہے۔ اور اب اس راستے میں فیض اور برکت جتنے بھی قلوبوں اور ولیوں کو پہنچتی ہیں۔ ان کے ذریعے پہنچتی ہے۔ کیونکہ فیض کا یہ مرکز ان کے بغیر کسی کو نہیں ملا۔

اسی جگہ آپ نے فرمایا ہے۔

افلت شمس الاولین وشمسنا

ابدًا علی افق العلی لا تغرب

سورج سے مراد آفتاب فیضان و ہدایت و ارشاد ہے اور اقول

سے یہ مطلب ہے کہ فیض کی نفی ہے،

اور جب کہ حضرت شیخ کے ساتھ یہ معاملہ پکا ہو گیا ہے اور وہ ہدایت

اور فیضان کے وسیلہ سے ہی ہوگا تو چاروں ناچار یہی درست ہوا کہ پہلوں کے

آفتاب غروب ہو گئے۔ اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلند ہی کے افق پر ہے۔

غروب نہ ہوگا۔

سوال :-

یہ حکم حضرت مجدد الف ثانیؒ کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ آپ نے ایک

مکتوب میں جو کہ مکتوبات جلد ثانی میں ہے درج کیا ہے کہ جو کچھ لوگوں کو فیض

پہنچتا ہے، ان کے وسیلے سے پہنچتا ہے، خواہ کوئی قطب ہو، اوتا دھریا

غرث زمانہ ہو۔

جواب:-

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؑ اس مقام پر حضرت شیخ کے نائب ہیں اور اس معاملہ میں یہ نیابت ان سے مربوط ہے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے۔

نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ فلا محذور  
چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل ہے، پس کوئی اشکال نہیں۔ انتہی  
المصیح:- اخضر شاہجہاں پوری



امام العارفین سیدنا مولانا حضرت سید علی ہجو پوری نور الدین صاحب  
کی مشہور و معروف معرکہ آرا تصنیف

# کشف المحجوب

کا نہایت غامض و نامحاورہ اردو ترجمہ

اگرچہ اس کتاب کے بہت سے اردو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں لیکن ترجمے اصل عبارت فارسی کے مطابق نہیں، اور کئی عبارتیں بھی حذف ہو گئی ہیں یہ ترجمہ کسی قسم کی قطع دہریہ کے بغیر حضرت داتا صاحبؒ کی اصل فارسی کتاب یعنی کشف المحجوب سے یہ ہے کہ جس کے پاس یہ کتاب ہو اسے کسی اور کتاب کی حاجت نہ ہے۔  
ہدیہ مجلد ۱ روپے ۱۰  
غیر مجلد ۲ روپے

نوری بکڈپوز پوسٹا یہ حضرت داتا گنج بخشؒ لائبریری

مسائل حج اور سنتوں عبادت کا

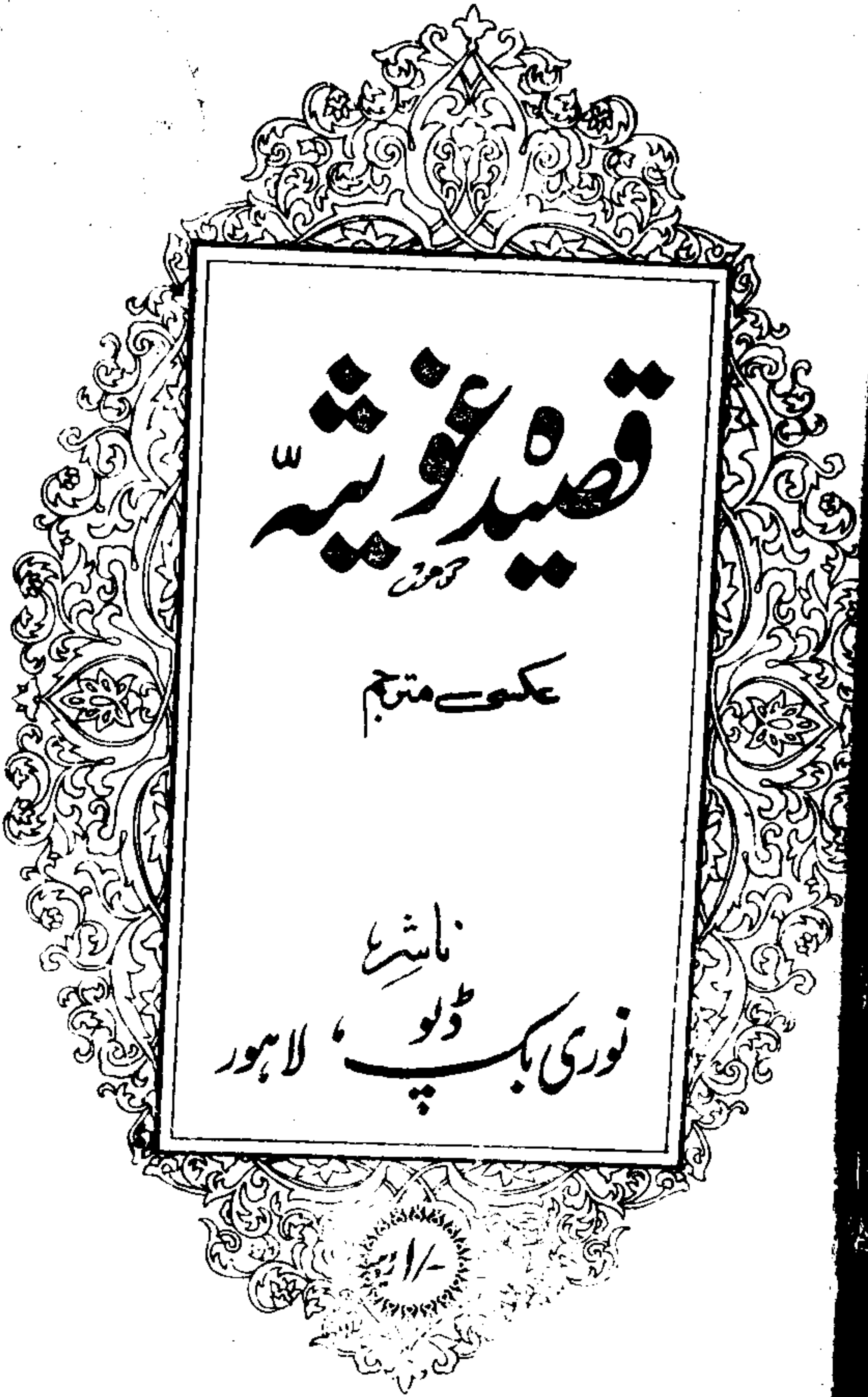
مستند مجموعہ

# الاتحاح

از  
علیٰ حضرت مجذوبین مولانا احمد رضا خان صلوات اللہ علیہ  
حیران علیہ



نوری بک - ڈپو - لاہور





تذکرہ مشائخ نقشبندیہ

علامہ نور بخش لوہی ایم۔ اے۔

کشف المحجوب اردو

حضرت امام گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

بی۔

نور بخش خانہ

لاہور

تذکرہ علاء شاہ

شاہ گل حسن قاسمی

فناج مکتبہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ف  
ن  
ع  
ب  
ا



Click

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



658

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>